ولقد نصرکم اللہ ببدر و انتم اذلۃ

بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

سبحان الذی اسری بعبدہ لیلاً من المسجد الحرام الی المسجد الاقصیٰ

بدر

BADR - QADIAN

قادیان ضلع گورداسپور

عام قیمت پیشگی للعمر

قیمت از معاونین صہ — قادیان میں ہے — فی پرچہ ۲ر

جلد ۷

اے جہان منتظر خوش باش کآمد دلستان

مورخہ ۱۷ محرم ۱۳۲۶ھ علی صاحبہا التحیۃ والسلام

سارے جہان سے اچھا دار الامان ہمارا

رجسٹرڈ نمبر ایل ۲۰۸ — بروز جمعرات

ایڈیٹر محمد صادق عفی اللہ عنہ

مینیجر میاں معراج الدین عمر پروپرائٹر

اسسٹنٹ محمد ظہور الدین صاحب اکمل آف گولیکی عافاہ اللہ وایدہ

آن مسیح دور آخر مہدی آخر زمان

مطابق ۲۰ فروری ۱۹۰۸ء

دار الامان ہمارا جنت نشان ہمارا

قیمت از غربا و طلبا و غیرہ اہلِ بیت — گورنمنٹ ۳ — افریقہ صہ

نمبر ۷

خدا تعالیٰ کی تازہ وحی

ظفرکم اللہ ظفراً مبینا

مبارک ۱۷ فروری ۱۹۰۸ء بروز سہ شنبہ بعد از نماز عصر حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کی بڑی صاحبزادی مبارکہ بیگم کا عقد نکاح حضرت نواب محمد علی خان کے ساتھ ہوا۔ حضرت مولوی نور الدین صاحب نے خطبہ پڑھا۔ جس میں آپ نے اول عربی زبان میں حمد الٰہی کے بعد چند آیات قرآنی پڑھیں اور پھر عربی زبان کی ضرورت اور خوبیوں پر مختصر ریمارکس کرتے ہوئے عربی عبارت کی تفسیر اور تشریح کی۔ اور نکاح کی ضرورت اور اس کے فوائد پر بحث کی۔ اور اخیر میں حق مہر کے متعلق فرمایا۔ کہ ہر ایک کا مہر اس کے حالات اور اسکی قوم اور ملک کے حالات کے مطابق ہوتا ہے۔ ایک غریب شخص کا نکاح صرف اتنے پر ہوا کہ اس نے اپنی بیوی کو چند آیات قرآنی پڑھا دیں (قادیان میں ہی ایک نکاح اس قسم کا ہوا تھا۔ اس واسطے نواب صاحب کے خاندان کی رسم کے مطابق تو حق مہر کئی کئی لاکھ روپیہ ہوتا ہے۔ مگر حضرت نے اس کو پسند نہ فرمایا۔ چونکہ اخبار کا اکثر حصہ طیار ہو چکا تھا اس واسطے خطبہ انشاء اللہ آئندہ درج ہوگا۔ اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے اس تعلق کو جانبین کے واسطے اپنی رحمتوں اور برکتوں کا موجب کرے۔ آمین

ضرورت مدرسہ تعلیم الاسلام کے لئے ایک ایسے مدرس کی ضرورت ہے جو کہ عربی دینیات اور فارسی میں اچھی لیاقت رکھتا ہو۔ ہائی اور مڈل کی جماعتوں کو تعلیم دے سکتا ہو۔ تنخواہ حسب لیاقت ہوگی۔ تمام درخواستیں بمعہ سندات بنام ہیڈ ماسٹر صاحب آنی چاہئیں۔

شیر علی عفی عنہ۔ مدرسہ تعلیم الاسلام ہائی سکول قادیان

شکریہ مسجد مبارک میں ایک کلاک کیواسطے جو تحریک اخبار بدر میں کی گئی تھی۔ اس کے جواب میں بھی ابو سعید عرب صاحب رنگون سے بذریعہ تار اطلاع دیتے ہیں۔ کہ مسجد کے لئے ایک کلاک وہاں سے روانہ کیا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ عرب صاحب کو بصحت و عافیت رکھے اور نیک ارادوں میں برکت دے اور ان کو اور جماعت رنگون کو جزائے خیر دے۔ جنہوں نے اس کار خیر میں حصہ لینے میں ایسی سبقت کی۔

حقیقۃ الوحی کتاب حقیقۃ الوحی کی خریداری کی طرف احباب کو بہت توجہ کرنی چاہئے۔ یہ حضرت اقدس کی جامع معارف کتاب ہے۔ اور اس میں دو سو آٹھ نشان مفصل درج ہیں اور اسکی جلد فروخت ہونے سے دیگر تصانیف کے لئے سرمایہ بہم پہنچیگا۔

شرح قیمت اخبار بدر

والیان ریاست	۳۰
عام قیمت پیشگی بمعہ اوراق دنیوی اخبار ..	للعمر
مابعد	صہ
فی پرچہ	۲ر

جو صاحب تاریخ اجراء سے ایک ماہ کے اندر اندر قیمت اخبار روانہ نہ کریں گے ان سے بحساب مابعد لیجائے گی۔ جو اخبار وقت پر نہ پہنچے اُسے پندرہ یوم کے اندر اندر طلب کرنا چاہیئے ورنہ بعد میں نہیں مل سکے گا۔ رسید زر اخبار میں دی جائے گی۔ علیحدہ رسید روانہ ہوگی۔ لیکن جو صاحب قادیان میں دستی قیمت ادا کریں ان کو بہر حال رسید حاصل کرنی چاہیئے۔ روپیہ ارسال کرنے کے بعد اگر دو ہفتہ تک رسید نہ چھپے۔ تو خط لکھ کر دریافت کرنا چاہیئے۔ تمام ترسیل زر بنام میاں معراج الدین عمر قادیان ضلع گورداسپور ہو خط و کتابت کے واسطے جوابی ٹکٹ آنا چاہیئے۔ ورنہ عدم تعمیل سے معذور سمجھا جاوے۔ خریدار اپنے خط میں اپنا نمبر خریداری ضرور لکھا کریں۔ اور نام اور پتہ خوشخط لکھا کریں۔

مینیجر

درثمین

بہت سے ایسے لوگ ہیں۔ جو یوں ہی بیٹھ کر اپنا وقت بالکل ضائع کر دیتے ہیں مگر ایسے عاقبت اندیش بھی ہیں جو اس وقت سے بھی کوئی نہ کوئی دینی خدمت لے لیتے ہیں ان میں سے ہمارے شاعر نازک خیال خواجہ کمال (ایڈیٹر چیف کورٹ لاہور) بھی ہیں چنانچہ آج ۱۸ فروری کو مدینۃ الامام میں آتے ہوئے حضور پر نور ایک نظم کو اردو کا لباس پہنا لائے یہ جدت اور پھر یہ طلاقت۔ ع۔ اللہ کرے زور قلم اور زیادہ۔

بدہ از چشم خود آبے درختان محبت را
مہ اسلام در باطن حقیقتہا ہمے دارد
من از یار آمدم تا خلق را ایں ماہ بنمایم
گر از چشم تو پنہان ست شانم دم مزن بارے
چو چشم حق شناس و نور عرفانت نہ بخشیدند
کجا از آستان مصطفےٰ اے ابلہ بگریزیم
بحمد اللہ کہ خود قطع تعلق کرد این قومے
چہ روز خہا کہ میدیدم بدیدار چنیں رو ہا
چہ میسوزی از اں قربے کہ با دلدار میدارم
بہ نخوتہا نمے آید بدست آں دامن پاکش
اگر خواہی رہ مولیٰ ز لاف علم خالی شو
منہ دل در تنعمہائے دنیا گر خدا خواہی
مصفا قطرہ باید کہ تا گوہر شود پیدا
نمے باید مرا یک ذرہ عزتہائے این دنیا
ہمہ خلق و جہان خواہد برائے نفس خود عزت
ہمہ در دور این عالم امان و عافیت خواہند
مرا ہر جا کہ مے بینم رخ جاناں نظر آید
حریص غربت و عجزم ازاں روزے کہ دانستم
من آں شاخ خودی و خودروی از بیخ برکندم
مگر از روضہ جان و دل من پردہ بردارند
فروغ نور عشق او ز بام و قصر ما روشن
نگاہ رحمت جاناں عنایتہا بمن کرد است
نظر بانان عالم ظاہر اندر علم خود نازند
ہمہ فہم و نظر در پردہ ہائے کبر پوشیدند
خدا خود قصہ شیطان بیان کرد است تا دانند
بلفاظی بسر کردند عمر خود بلا حاصل
گزاف ولاف شان در ظاہر شرع است ہم بالل
مسیح ناصری را تا قیامت زندہ مے فہمند
ز بوئے نافہ عرفان چو محروم ازل بودند
ہمہ درہائے قرآں را چو خاشاکے بیفگندند
ہمہ عیسائیان را از مقال خود مدد دادند
درین ہنگام پر آتش بخواب خوش چساں خسپیم
شب تاریک و بیم دزد و قوم ما چنین غافل
سجاک انگیزی شان بر ضیائے غود مو رسیم
کجا غوغائے شان بر خاطر من وحشتے آرد

مگر روزے دہندت میوہ ہائے پر حلاوت را
کجا باشد خبر زاں مہ گرفتاران صورت را
گر امروزم نمے بینی۔ بہ بینی روز حسرت را
کہ بد پرہیز بیمارے نہ بیند روئے صحت را
نہادی نام کافر لاجرم عشاق ملت را
نمی یابیم در جائے دگر این جاہ و دولت را
خدا از رحمت و احساں میسر کرد خلوت را
بنازم دلبر خود را کہ بازم داد جنت را
اگر زورے ست در دستت بگرداں رزق قسمت را
کسے عزت ازو یابد کہ سوزد رخت عزت را
کہ رہ نہ دہند در کویش اسیر کبر و نخوت را
کہ میخواہد نگار من تہیدستان عشرت را
کجا بیند دل ناپاک روئے پاک حضرت را
نہ از بہر ما کرسی کہ ماموریم خدمت را
خلاف من کہ میخواہم براہ یار ذلت را
چہ افتاد این سر ما را کہ میخواہد مصیبت را
درخشد در خور و در ماہ بنماید ملاحت را
کہ جا در خاطرش باشد دل مجروح غربت را
کہ می آرد ز ناپاکی بر نفرین و لعنت را
بہ بینی اندراں آں دلبر پاکیزہ طلعت را
مگر بیند کسے آنرا کہ میدارد بصیرت را
و گر نہ چوں سینے کے یابد آں رشد و سعادت را
ز دست خود فگندہ معنی و مغز حقیقت را
چناں خواہند این خمرے کہ پاکاں جام قربت را
کہ این نخوت کند ابلیس ہر اہل عبادت را
دمے از بہر معنی ہا نمی یابند فرصت را
کہ غافل از حقائق کے نکو دانند شریعت را
مگر مدفون یثرب را ندانند این فضیلت را
پسندیدند در شان شہ خلق این مذلت را
ز علم ناتمام شاں چہا گم گشت ملت را
دلیریہا پدید آمد پرستاران میت را
زماں فریاد میدارد کہ بشتابید نصرت را
کجا زین غم روم یارب نما خود دست قدرت را
نہانے ماند آں نورے کہ حق بخشید فطرت را
کہ صادق بُز دلے بنود دگر بیند قیامت را

دیا کر آنکھ سے پانی درختان محبت کو
مہ اسلام باطن میں عجب رکھتا حقیقت ہے
میں آیا یار سے تا خلق کو وہ چاند دکھلاؤں
تری آنکھوں سے گر پنہاں ہے میری شان۔ تعجب کیا
ملیں آنکھیں نہ تم کو حق شناسی کی نہ عرفاں ہو
کہاں میں آستان مصطفےٰ سے جاؤں اے احمق
بحمد اللہ کیا قطع تعلق قوم نے خود ہی
مجھے تو ان کی صورت دیکھنا از قسم دوزخ تھا
تو کیوں جلتا ہے میرے قرب سے جو مجکو حق سے ہو
کہاں نخوت سے ہاتھ آتا ہے دامن پاک مولا کا
تو لاف علم سے باز آ اگر چاہے رہ مولا
خدا کو چاہتا ہے تو تنعم سے ہٹا دل کو
مصفا قطرہ چاہیے ہو تو گوہر اس سے پیدا ہو
میں اک ذرہ بھی اس دنیا کی عزت کا نہیں خواہاں
سبھی مخلوق اپنے واسطے عزت کی خواہاں ہے
ہر اک اس دور عالم میں امان و عافیت چاہے
جدھر میں دیکھتا ہوں روئے جاناں ہی نظر آتا
میں طالب عجز و غربت کا ہوا اس دن سے جب سمجھا
خودی و خودروی کی شاخ جڑ سے کاٹ دی جبکہ
اٹھا ہے گر کوئی پردہ ہمارے روضۂ دل سے
ہوا ہے نور عشق اس کا ہمارے بام سے روشن
یہ اس کی چشم رحمت ہے جو کرتی یوں عنایت ہے
میں اپنے علم پر نازاں یہ علم ظاہری والے

… … … … …

خدا نے قصہ شیطان بیان کرکے یہ سمجھایا
یوں ہی لفاظیوں میں عمر اپنی کو کیا ضائع
جو علم ظاہری میں لاف تھی انکو وہ تھی حاصل
مسیح ناصری کو تا قیامت زندہ یہ سمجھیں
ازل سے ہی جو تھے محروم عرفاں سے تو ان سب نے
جو تھے قرآں کے موتی سمجھکر خاک سب پھینکے
مدد دی اپنی ہی اقوال سے عیسیٰ پرستوں کو
میں اس ہنگام پر آتش میں بیٹھی نیند کیا سوؤں
اندھیری رات خطرہ چور کا اور قوم یوں غافل
مجھے کیا ڈر مرے گرد نور پر میں ڈالتے مٹی
مرے دل پر ہو کیا وحشت تمہارے شور و غوغا سے

کہ تا اک دن تو پاوے میوہائے پر حلاوت کو
خبر اس چاند کی کیا ہو گرفتاران صورت کو
نہ دیکھا مجکو جس نے آج وہ دیکھے گا حسرت کو
کہ بد پرہیز جو ہوگا نہ دیکھے گا وہ صحت کو
تو آخر تم نے کافر کہدیا عشاق ملت کو
کسی جا پر نہیں پاتا میں جب اس جاہ و دولت کو
خدا نے رحمت و احساں سے یوں بخشا ہے خلوت کو
مجھے ہے ناز دلبر پر دیا پھر جس نے جنت کو
اگر کچھ زور ہے تیرا بدل دے رزق قسمت کو
ملے عزت اسکو جو جلائے رخت عزت کو
کہ اس کوچہ میں راہ ملتا نہیں پابند نخوت کو
کہ دلبر چاہتا ہے بس تہیدستان عشرت کو
کہاں دیکھے دل ناپاک روئے پاک حضرت کو
نہ رکھ کرسی مری خاطر میں ہوں مامور خدمت کو
مگر میں ہوں۔ رہ حق میں طلب کرتا ہوں ذلت کو
مرے سر کو ہوا کیا چاہتا ہے جو مصیبت کو
چمکتا مہر میں۔ ہے مہ میں دکھلاتا ملاحت کو
کہ میرا یار چاہتا ہے دل مجروح غربت کو
کہ اس ناپاک کو پیدا کیا بڑھا ہے لعنت کو
تو دیکھیگا وہاں اوس دلربا پاکیزہ طلعت کو
مگر دیکھے وہی اس کو جو رکھتا ہو بصیرت کو
و گر نہ مجھ سا پا سکتا ہے کب اوس رشد و سعادت کو
مگر پھینکا ہے اپنے ہاتھ سے مغز و حقیقت کو

… … … … …

بنا تا کبر ہے ابلیس ہر اہل عبادت کو
مگر معنی کی خاطر یہ نہیں پاتے ہیں فرصت کو
جو غافل ہو حقیقت سے وہ کب جانے شریعت کو
مگر مدفون یثرب کا نہ پائے اس فضیلت کو
روا رکھا ہے شان مصطفےٰ میں اس مذلت کو
اور اپنے علم ناقص سے کیا گم دین و ملت کو
ہوئی جرأت عجب ان سے پرستاران میت کو
زمانہ کہہ رہا ہے اٹھو جاؤ جلد نصرت کو
کہاں جاؤں میں اس غم سے دکھا یا رب تو قدرت کو
تہی وہ روشنی کیسے جو حق نے بخشی فطرت کو
کہ صادق کب ہو بزدل دیکھے گرچہ قیامت کو

کلام المهدی

۲۶ ایک شخص نے سوال کیا۔ کہ حضور نے اپنی تقریر جلسہ ماہ دسمبر مین فرمایا تھا۔ کہ قیامت آنیوالی ہے اور اس کا وقت قریب ہے۔ کیا اس سے یہ مراد ہے کہ کچھ سالوں کی بات ہے فرمایا کہ قران میں بھی ہے۔ اقترب الساعۃ اور ایسی دیگر آیات پس سمجھ سکتے ہو کہ قریب کے کیا معنے ہیں۔ قرب الساعۃ کے جو نشانات تھے۔ وہ تو ظاہر ہو چکے۔ جس سے صاف ظاہر ہے۔ کہ یہ آخری زمانہ ہے آنحضرت صلعم جب کوئی ہولناک واقعہ پیش آتا۔ تو فرماتے کہ قیامت آگئی (۲) ایک شخص کا سوال پیش ہوا کہ حضور کا الہام تھا ستائیس کو خوشیاں منائینگے۔ سو ۲۷۔ ماہ لوہ کو بارش ہو گئی اور لوگوں نے خوشیاں منائیں۔ فرمایا یہ تکلفات ہیں جو ہم نہیں چاہتے خدا کا وہ نشان ہوتا ہے۔ جو دل بول اٹھیں بلکہ دشمن بھی کہدیں کہ یہ بات ہو گئی گو دشمن کا اقرار زبان سے محال ہے۔ مگر تاہم نشان وہ ہوتا ہے جو اپنی عظمت سے رعب ڈال دے

فرمایا۔ جو خط آتا ہے۔ مین اوسے پڑھ کر اُس وقت تک ہاتھ سے نہیں دیتا۔ جبتک دعا نہ کرلوں کہ شاید موقع نہ ملے۔ یا یاد نہ رہے۔ مگر دعا دو قسم ہے۔ جو اس کوچہ میں داخل ہوئے وہی خوب سمجھتا ہے۔ ایک معمولی ایک شدت توجہ سے اور یہ آخری صورت ہر دعا میں میسر نہیں آتی۔ سوز اور قلق کا پیدا ہونا اپنے اختیار میں نہیں۔ کوئی مخلص ہو تو اسکے لئے خود ہی دعا کرنیکو جی چاہتا ہے۔ یوں تو ہر ایک شخص جو ہماری جماعت میں داخل ہے۔ اس کے لئے ہم دعا کرتے ہیں۔ مگر مذکورہ بالا حالت ہر ایک کیلئے میسر نہیں آتی یہ اختیاری بات نہیں۔ پس جسے جوش دلانا ہو وہ زیادہ قرب حاصل کرے۔

فرمایا جب انسان مکر کرتا ہے۔ تو اس کے ساتھ خدا بھی مکر کرتا ہے۔ مکر کا مقابلہ مکر کرے جب ہی بات بنتی ہے۔ نادان مکر کے لفظ پر اعتراض کرتے ہیں۔ یہ زبان کی ناواقفیت کی وجہ سے ہے۔ اس میں کوئی بری بات نہیں مکر اس باریک تدبیر کو کہتے ہیں۔ جو خبیث آدمی کے دفع کیلئے کی جائے۔ اسی لئے اللہ تعالی نے اپنا نام خیر الماکرین رکھا۔

دعا دو قسم ہے ایک تو معمولی طور سے دوم وہ جب انسان اسے انتہا تک پہونچا دیتا ہے۔ پس یہی دعا حقیقی معنوں میں دعا کہلاتی ہے۔ انسان کو چاہیے کہ کسی مشکل پڑنے کے بغیر بھی دعا کرتا رہے۔ کیونکہ اسے کیا معلوم کہ خدا کے کیا ارادے ہیں اور کل کیا ہونے والا ہے۔ پس پہلے سے دعا کرو تا بچائے جاؤ۔ بعض وقت بلا اس طور پر آتی ہے۔ کہ انسان دعا کی مہلت ہی نہیں پاتا۔ پس پہلے اگر دعا کر رکھی ہو۔ تو اس اٹھی وقت میں کام آتی ہے*

جب لوگ حد سے زیادہ دنیا مین دل لگاتے ہین خدا سے بے پروائی اختیار کرتے ہین تو انہین متنبہ کرنے کے لئے عذاب نازل ہوتا ہے۔ دیکھو طاعون کیسی تباہی ڈال رہی ہے۔ ایک کو دفن کر کے آتے ہین۔ تو دوسرا جنازہ تیار ہوتا ہے۔ یاد رکھو۔ کہ بت پرستی انسان پرستی۔ مخلوق پرستی کی سزا آخرت مین ہے۔ مگر شوخیون بدمعاشیون ظلم و تعدی۔ غفلت اور اہل حق کو ستانے و دکھ دینے کی سزا اسی دنیا مین دیجاتی ہے۔ نوح کیوقت جو عذاب آیا اگر خدا کے رسول کو نہ ستاتے۔ تو وہ عذاب نہ آتا۔ یہ شوخی پر اس لئے عذاب آتا ہے۔ کہ "ایک چور دوسرا چتر" دنیا دار المکافات نہین۔ اس مین دست بدست سزا صرف اسے ملتی ہے جو بدمعاشی کرے۔ جو شرافت کے ساتھ گناہ مین گرفتار ہو۔ تو اس کی سزا آخرت مین ہے۔ اب جو دنیا مین عذاب آیا۔ تو اسی لئے کہ ولیری شوخی شرارت حد سے بڑھ گئی۔ ایسی کہ گویا خدا ہے ہی نہین۔ طاعون نے اس قدر سخت بربادی کی۔ مگر ابھی ان کے دلون نے کچھ محسوس نہین کیا۔ پوچھو تو ہنسی ٹھٹھے مین گذار دیتے ہین بعض کہتے ہین۔ معمولی بیماری ہے۔ گویا خدا کے قضا و قدر سے منکر ہین۔ بے شک یہ بیماری ہے۔ مگر انہی بیماریون سے عذاب آیا کرتا ہے۔ یہودیون پر جب یہ وبا پڑی تو خدا نے اسے عذاب فرمایا۔ یاد رکھو کہ جب خدا چاہتا ہے۔ انہی بیماریون کو شدت و کثرت مین بڑھا کر ہلاک کر دیتا ہے۔ ان لوگون کی بے یقینی کی یہ علامت ہے۔ کہ عذاب کو عذاب نہین سمجھتے۔ خدا رحیم ہے۔ سزا دینے مین دھیما ہے۔ مگر یہ لوگ یاد رکھین۔ کہ جب تک وہ وقت نہ آئے گا۔ کہ پکار اٹھین "اب ہم سمجھے" یہ عذاب ہٹنے کا نہین۔ اس کا علاج وہی ہے۔ جو ہم بارہا دفعہ بتا چکے ہین یعنے تضرع و انابت الی اللہ

۱۳ فروری ۱۹۰۸ء۔ خدا کے مامور پر ایمان لانے کے ساتھ ابتلاء ضروری ہے۔ خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔ کہ احسب الناس ان یترکوا ان یقولوا امنا وہم لا یفتنون۔ اکیا لوگوں نے سمجھا کہ چھوڑے جائینگے یہ کہنے کہ ہم ایمان لائے اور آزمائے نہ جائینگے۔ گویا ایمان کی شرط ہے آزمایا جانا۔ صحابہ کرام کیسے آزمائے گئے۔ ان کی قوم نے طرح طرح کے عذاب دئے ان کے اموال پر بھی ابتلاء آئے۔ جانون پر بھی۔ خویش و اقارب پر بھی۔ اگر ایمان لانے کے بعد آسائش کی زندگی آجاوے تو اندیشہ کرنا چاہیئے۔ کہ میرا ایمان صحیح نہین۔ کیونکہ یہ سنۃ اللہ کے خلاف ہے۔ کہ مومن پر ابتلاء نہ آئے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بڑھکر کوئی نہین ہو سکتا۔ وہ جب اپنی رسالت پر ایمان لائے۔ تو اسی وقت سے مصائب کا سلسلہ شروع ہو گیا۔ عزیزون سے جدا ہوئے۔ میل ملاپ بند کیا گیا ملک سے نکالے گئے۔ دشمنون نے زہر تک دیدیا۔ تلوارون کے سامنے زخم کہائے۔ اخیر عمر تک یہی حال رہا۔ پس جب ہمارے مقتدا و پیشوا کے ساتھ ایسا ہوا تو پھر اس پر ایمان لانے والے کون ہین جو بچے رہین۔ ایسے ابتلاء جب آوین تو مردانہ طریق سے ان کا مقابلہ کرنا چاہیئے۔ ابتلاء اسی واسطے آتے ہین۔ کہ صادق جدا ہو جائے اور کاذب جدا۔ خدا رحیم ہے۔ مگر وہ غنی اور بے نیاز بھی ہے۔ جب انسان اپنے ایمان کو استقامت کے ساتھ مدد نہ دے۔ تو خدا کی مدد بھی منقطع ہو جاتی ہے۔

بعض آدمی صرف اتنی سی بات سے دہریہ ہو جاتے ہین کہ ان کا لڑکا مر گیا یا بیوی مر گئی یا رزق کی تنگی ہو گئی حالانکہ یہ ایک ابتلاء تھا۔ جس مین پورے نکلتے۔ تو انہین ان سے بڑھ کر دیا جاتا۔ اور رزق کی تنگی سے پراگندہ دل ہونا مومن متقی کا کام شیوہ نہین۔ یہ جو پراگندہ روزی پراگندہ دل کہتے ہین اس کے یہ معنے ہین کہ جو پراگندہ دل ہو وہ پراگندہ روزی رہتا ہے۔ اور اول تو صادقون کے سوانح دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ انہون نے خود اپنے تئین پراگندہ روزی بنا لیا۔ دیکھو حضرت ابوبکر تاجر تھے بڑے معزز آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم پر ایمان لا کر سب کو دشمن بنا لیا۔ کاروبار مین بھی فرق آگیا یہان تک کہ اپنے شہر سے بھی نکلے یہ بات خوب یاد رکھو کہ یہی تقوے ایسی چیز ہے۔ جس سے تمام مشکلات حل ہو جاتی ہین اور کل پراگندگیون سے نجات ملتی ہے۔ جھوٹے ہین وہ لوگ جو خدا تعالےٰ پر تہمتین دیتے ہین۔ تمام انبیاء و راستبازون کی گواہی ہے۔ کہ اللہ تعالےٰ سے زیادہ رحیم و کریم کوئی نہین۔ انسان جو حد سے زیادہ تنگ ہو جاتا ہے تو یہ اس کی اپنی ہی غلطی کا نتیجہ ہے۔ توکل مین کمی ہوتی ہے صدق قدم نہین ہوتا۔ صحیح طور سے مومن معلوم کرنا مشکل ہے۔

انسان کہہ سکتا ہے۔ مین صالح ہون زاہد ہون مگر خدا کے نزدیک وہ بدکار ہوتا ہے۔ ایسے ہی بعض ایسے بندے بھی ہین۔ جو لوگون مین بُرے سمجھتے ہین۔ مگر خدا کے نزدیک وہی صالح ہین دیکھو ابو جہل نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بہت بُرا سمجھا۔ مگر اللہ کے نزدیک آپ سرور کائنات تھے ابو جہل کو آپکے بُرے ہونے پر یقین تھا۔ کہ اس نے مباہلہ تک کرلیا اور کہا۔ اللّٰھم من کان افسد للقوم و اقطع للرحم فاھنہ الیوم

معلوم ہوتا ہے۔ اسے پکا یقین تھا جبھی تو یہ کلمات سے کہے مگر اس کا نتیجہ کیا ہوا۔ کہ خدا تعالےٰ نے فعلی رنگ مین ظاہر کردیا۔ کہ صادق اور پاکباز کون ہے اور کاذب اور بدکار کون۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ لو کنا نسمع او نعقل ماکنا فی اصحٰب السعیر۔ علم صحیح اور عقل سلیم یہ بھی خوش قسمتی کی نشانیان ہین۔ جس مین شقاوت ہو۔ اسکی مت ماری جاتی ہے۔ وہ نیک کو بد اور بد کو نیک سمجھتا ہے

تمام بہی خواہان بدر کی خدمتمین

خاکسار معراج الدین عمر پروپرائٹر کی ایک درخواست

برادران! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ جن جن متواتر زیرباریون اور نقصانات کا اخبار بدر مجھے متحمل کرتا رہا ہے۔ وہ میرے مکرم احباب سے پوشیدہ نہین ہین نے ان تمام نقصانون کو آجتک ثابت قدمی اور استقلال کے ساتھ برداشت کیا ہے۔ اگرچہ عام تجارتی قاعدہ یہی ہے۔ کہ جہان نقصان ہوتا دیکھا جائے۔ وہین اوس کام کو چھوڑ دیا جاوے اور تھوڑے نقصان پر کفائیت کرلی جاوے۔ لیکن میرا معاملہ عام تجارتون سے بالکل مستثنےٰ ہے۔ پہلی بات تو یہ ہے۔ کہ بدر کے اجراد سے اور اس کے قیام سے وہ گوناگون خدمات اسلام مدنظر تہین اور ہین۔ جو اس کے وجود سے ہر دن ادا

ہورہی ہین اور جن کا اعتراف ہر ایک صاحب نظر کو ہے اور دوسری بات یہ کہ اس کا مالی معاملہ ایک ایسی شاکر اور قدرشناس قوم کے ساتھ تھا اور ہے جو آج دنیا بھر کی قومون مین سے منتخب حق شناس قوم ہے۔ مین ہمیشہ یہی سمجھتا رہا ہون۔ کہ جب کبھی میری قوم اس طرف توجہ کریگی اوسیوقت ان سارے نقصانات کی تلافی ہو جائے گی۔ اور مین یقین رکھتا ہون۔ کہ میرا یہ سمجھنا غلط ثابت نہین ہوگا۔ آج سے پہلے مین نے کبھی اپنی پیاری قوم کو اسطرف متوجہ کرنے کیلئے جرأت نہین کی۔ کیونکہ یہ خیال میرے دل مین پختہ طور پر متمکن ہے۔ کہ میرے احباب خود ہی اس کے فکر مین ہون گے اور آپ ہی اس طرف متوجہ ہون گے۔ جو خدمتگار وفاداری اور عمدگی کے ساتھ خدمت بجالاتا رہتا ہے۔ ضرور ایسا ہوتا ہے۔ کہ ایک دن آقا کی نظر لطف اوس کی طرف پڑتی ہے اور وہ آپ ہی اس کی قدر افزائی کی طرف متوجہ ہوجاتا ہے۔ اوسوقت بھی میرا ارادہ نہ تھا۔ کہ مین اس بارے مین کچھ لکھون اور اپنے بہائیون کو کہون کہ وہ اب بدر کی اعانت کے لئے ذرا اپنی کوششون کو دائرہ کو وسیع کرین۔ کیونکہ بدر کی اخلاص سے بھری خدمتین اس کے لئے قبولیت کے دروازے کھول رہی ہین اور خدا کے فضل سے اور برکتون کو جذب کررہی ہین لیکن چونکہ کثیر التعداد احباب کے استفسارون اور درخواستون نے مجھے مجبور کیا ہے۔ اس لئے مین یہ چند سطرین اپنے بہائیون کی خدمت مین لکھتا ہون اور اُمید رکھتا ہون کہ میری گذارش قبولیت سے دیکھی جائے گی۔ اور ثمر لائے گی۔

تھوڑے دن گذرے ہین کہ مجھے برادرم مفتی محمد صادق صاحب ایڈیٹر و مینجر بدر کی ایک چٹھی موصول ہوئی۔ جس مین اونہون نے "بدر" کا نتیجہ لکھا اس مین اونہون نے دکھایا ہے۔ گویا ۔۔۔ کا سال ۱۹۰۷ء مین نقصان ہے۔ اس کے علاوہ کئی سو روپیہ گذشتہ سالون مین میری کتابون کی فروخت سے بدر کو وصول ہوا جو وہ بھی خرچ ہوگیا اور مجھے ایک پیسہ بھی نہین دیا گیا۔ اس حساب سے قریب کئی ہزار روپیہ کا نقصان سال ۱۹۰۷ء تک بدر کو ہوا۔ میرے مکرم احباب اس سے واقف ہین۔ کہ گذشتہ سالون کی نسبت سال ۱۹۰۸ء بدر کے لئے بہت اچھا اور

معقول فتوحات کا سال گذرا ہے۔ اس سال مین جب کہ یہ حال رہا ہے۔ تو سالہائے گذشتہ کا اندازہ آپ ہی لگ سکتا ہے۔

مین اپنے بہائیون کا شکوہ نہین کرتا۔ بلکہ مین صدق دل سے اپنی جماعت کا شکر گذار ہون۔ کہ اونہون نے بدر کو قبولیت کا شرف بخشا۔ بےشمار حمد اور تعریف اوس خدا کی ہے۔ جس نے بدر کو ایسی عزت عطا کی ہے۔ کہ آج وہ اوس کے پیارے امام اور اس کے بزرگ صحابیون کی نگاہ مین ایک خاص امتیاز اور قبولیت رکھتا ہے۔ دراصل میرے لئے اس سے بڑھکر خوشی کا مقام اور کیا ہوسکتا ہے مین دل سے خدا کے فضلون کا معترف اور ہزار جان سے اسپر قربان ہون۔

بعض بھائیون نے مجھے پوچھا ہے۔ کہ اس کی کیا وجہ ہے۔ کہ بدر کی اتنی بڑہی ہوئی خریداری ہوتی ہے اور قیمت بھی اس کی زیادہ ہوگئی ہے۔ تو پہر بھی آپ کو نقصان ہوتا ہے۔ نقصان کی وجہ تو یہ ہے۔ کہ خرچ زیادہ ہوتا ہے اور آمدنی ابھی خرچ کے مقابلہ مین کم ہے۔ اسلئے لازمی نتیجہ نقصان ہوتا ہے۔ خرچ کی زیادتی کی وجہ سے کوئی اسراف اور تبذیر نہین۔ جہان تک منتظمان کی سمجھ ہے خرچ کرنے مین احتیاط سے کام لیتے ہین۔

چونکہ بدر کے لئے یہ اصول ہمیشہ مدنظر رکھا جاتا ہے کہ اپنی قوم کے ارادہ اور خیالات کے سانچے مین اپنے آپکو ڈہالنا چاہیئے۔ اور اُن کے لئے مفید بننا چاہیئے اس لئے حساب کتاب کے پہلو مین بدر طیار ہے کہ ہمارے احباب مین سے جو صاحب چاہین ملاحظہ فرمائین اور آمد و خرچ کے متعلق جو نیک تجاویز پیش کرین اون پر عمل کرنے کے لئے ہم طیار ہین۔

بدر کی قیمت کی زیادتی کبھی ہم اپنے خیال اور قیاس سے نہین کرتے۔ بدر کی پالیسی کو اپنے احباب کی اقتضا رائے پر رکھا ہوا ہے۔ جو امر احباب کثرت رائے یا اتفاق سے اس کیلئے تجویز کرتے ہین۔ اوسی پر عمل کیا جاتا ہے۔ چنانچہ حال مین جب ایک کثیر التعداد جماعت نے یہ درخواست کی۔ کہ دنیاوی خبرون کے صفحات بدر مین بڑہا دئے جاوین۔ تو وہ بڑہا دئے گئے اور ایک جزو قیمت زائد کی گئی۔ لیکن اس ایزادی قیمت کا فائدہ تو جماعت کو پہونچا ہے نہ کہ کارخانہ کو۔ کیونکہ کارخانہ نے قیمت بقدر اپنے اخراجات کے بڑہائی ہے۔ مین اس بات کو زیادہ لمبا نہین کرنا چاہتا اپنی اوس

گذارش کی طرف آپ کی توجہ کو مبذول کرانا چاہتا ہون جسکے لئے مین نے یہ سطرین لکھی ہین اور وہ یہ ہے۔

مین آپ لوگون کا ایک ناچیز بھائی ہون۔ آجتک سینے بہت نقصان خاموشی سے برداشت کیا ہے۔ اب معاملہ برداشت کی حد سے تجاوز کر رہا ہے۔ اس لئے آپ سب احباب اس قومی کام مین میرا ہاتھ بٹائین۔ مین آپ سے نہ تو کوئی چندہ طلب کرتا ہون اور نہ قرض کا خواستگار ہون۔ ایک بات چاہتا ہون۔ کہ آپ تمام خریداران بدر کم از کم ایک ایک خریدار بہت جلد بہم پہونچادین۔ اور ان کی قیمتین بھجوادین۔ اگرچہ مین جانتا ہون کہ بعض احباب ایسے صاحب اثر ہین کہ اون کی ذراسی کوشش سے بیس بیس خریدارون کا بھی بہم پہونچانا مشکل نہین اور امید رکھتا ہون۔ کہ ایسے بااثر بزرگ ضرور اپنی ہمت و کوشش کے دائرہ کو وسیع کرکے صرف ایک ہی خریدار دینے پر قناعت نہ کرین گے۔ بلکہ جہان تک اون سے ہو سکیگا دریغ نہ کرین گے۔ لیکن جتنے کم از کم حد امانت ایسی رکھی ہے جو ہر ایک طبقہ کا بزرگ آسانی سے کر سکتا ہے۔ اے میرے مولا! میرے مکرم احباب کو ہمت عطا کر کہ وہ میری اس عرضداشت کی طرف توجہ فرماوین۔ اور میری گذارش کو قبول کرین۔ آمین۔ والسلام

خاکسار معراج الدین عمر قادیان۔ ۱۳ فروری ۱۹۰۹ء

محررہ بالا سطور مخدومی مکرمی میان معراج الدین عمر صاحب (معراج منزل۔ لاہور) نے دفتر بدر مین تشریف لاکر بعد معاینہ حساب کتاب تحریر فرمائی ہین۔ واقعی ان کی اپیل اس قابل ہے۔ کہ قوم اس کیطرف غیر معمولی توجہ کرے اخراجات کے متعلق مین اپنی ذاتی واقفیت سے (کیونکہ مین خود اس دفتر مین ڈیڑھ سال سے کام کر رہا ہون) یہ شہادت دے سکتا ہون۔ کہ وہ کمائی سے بہت زیادہ ہین۔ جسکی وجہ یہ ہے کہ اول تو ایڈیٹر صاحب ایک معقول تنخواہ پاتے تھے۔ پھر اب اخبار کے حجم کے بڑھنے اور دیگر وجوہات سے ایک اسسٹنٹ کو رکھنا پڑا۔ پھر اخبار کی کثرت اشاعت نے مجبور کیا۔ کہ ہم ایک اور پریس سے کام لین۔ جسکے اخراجات تقریباً ۳۰ ماہوار بڑھ گئے علاوہ ازین ایک اور کاتب کی خدمات بھی لی گئین ہین یہان تک ہی نہین بلکہ اخبار چونکہ بدھ کی شام تک ہی تیار ہو سکتا ہے اور اس سے پہلے اس کی کاپیون کا لکھا جانا بوجہ تازہ وحی و تازہ خبرون کے مناسب نہین اسلئے اخبار کی شل اوٹھانے اور اس کو باندھنے اور چیٹین لگانے کا کام ڈبل اجرت دیکر رات ہی کو کرانا پڑتا ہے تاکہ صبح اخبار وقت پر روانہ ہو سکے۔ ٹھیک تاریخ پر نکالنے کے لئے بعض اوقات ہمین بٹالہ اور امرتسر بعض کاپیان بھیجنی پڑتی ہین۔ ایسے حالات مین آپ اس نتیجہ پر پہونچ سکتے ہین۔ کہ "بدر" کیون پیہم نقصان پر نقصان اوٹھا رہا ہے۔ اگر جملہ خریداران بدر ہمت کرکے ایک ایک خریدار پیشگی قیمت دینے والا مہیا کردین۔ تو بہت کچھ سہولت ہو سکتی ہے۔ بلکہ میرا خیال ہے۔ کہ آئندہ سال قیمت سالانہ مین بھی تخفیف ہو سکیگی۔ (اکمل)

بدر کے قلمی معاونون کی خدمت مین ایک ضروری گذارش

بعض دوست ہمارے پاس ایک ایسا مضمون چھپنے کیلئے ارسال کرتے ہین جو اونہون نے دوسرے اخبار مین بھی ارسال کردیا ہوتا ہے یہ ایک ایسی کارروائی ہے کہ جو خریداران اخبار کو عموماً ناپسند ہوتی ہے جو مضمون ایک دفعہ ایک اخبار مین شائع ہو جاتا ہے وہی اگر دوسری اخبار مین چھپے تو اس کا پڑھنا ناظرین پر دوبھر ہو جاتا ہے اور اکثر احباب دونون اخبارون کے مشترک خریدار ہین اسلئے نامہ نگارونکو مطلع کیا جاتا ہے جیسا کہ پہلے بھی کیا جاچکا ہے۔ کہ آئندہ وہ ایسے مضامین ہمارے ہان ارسال نکرین جسکو وہ دوسرے اخبار مین بھی ارسال کرچکے ہون یا کرنیکا ارادہ رکھتے ہون ہم آئندہ صرف اوس مضمون کو چھاپنے کیلئے غور کرینگے جسکے اخیر مین صاحب راقم نے صفائی سے لکھدیا ہو یہ مضمون خاص بدر کیلئے لکھا گیا ہے اور اس کو کسی دوسرے اخبار مین نہین بھیجا اور نہ بھیجنے کا ارادہ رکھتا ہون

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نغمۂ دل

ہمارا قرآن

احمدؐ پاک پر اترا ہے ہمارا قرآن
سینکڑون سال کے مُردون کو کیا ہے زندہ
ظلمتین کفر کی سب دور ہوئین عالم سے
کفر و ایمان مین فرقان کیا ہے اس نے
اختلاف اسمین تو بالکل ہی نہین ہے ممکن
جبکہ فیہا کتبٌ قیمۃ صاف آیا ہے
اگلی پچھلی سبھی باتین ہین نمایان اس مین
نقد جان دے کے بھی گر ہاتھ ہمارے آئے
سامنے اس کے نہین چھتا عصائے موسےٰ
پڑھئے جون جون اسے کچھ اور ہی ملتا ہے مزا
دل کی آنکھون پہ تدبر کی چڑھا لو عینک
آؤ بخشونگا شفا مین ہو شفاء للناس
انبیاء کی جو شریعت تھی ہوئی اس پہ ختم
دل سے کے سینے سے لگائے نہ رکھین ہم کیونکر

مُنہ سے اللہ کے نکلا ہے ہمارا قرآن
اس مین کیا شک کہ مسیحا ہے ہمارا قرآن
رشک صد نیر بیضا ہے ہمارا قرآن
ایک تفسیر فتمنا ہے ہمارا قرآن
افق وحی سے چمکا ہے ہمارا قرآن
سب کتابون کا خلاصہ ہے ہمارا قرآن
لوح محفوظ کا نقشہ ہے ہمارا قرآن
ہم تو جانینگے کہ سستا ہے ہمارا قرآن
غیرت صد ید بیضا ہے ہمارا قرآن
سننے والے سنین کیسا ہے ہمارا قرآن
اوج معنیٰ مین ثریا ہے ہمارا قرآن
کل مریضون کو بلاتا ہے ہمارا قرآن
خاتم ادیان خدا کا ہے ہمارا قرآن
جب ہمارا ہے ہمارا ہے ہمارا قرآن

جو ضروری تھا وہ سب اس مین مہیا پایا!
اس کے فیضان سے ہم سب نے یہ پایا پایا!

مست الست مجھ کو ساقی بنا رہا ہے ✲ کیف شراب الفت آنکھون مین آ رہا ہے
چمن چمن کے نور اسکا پھیلا ہے سب جہان مین ✲ پردہ مین بیٹھ کر وہ جلوہ دکھا رہا ہے
ہر رنگ مین نہان ہے ہر شکل مین عیان ہے ✲ آنکھون مین بس رہا ہے دل مین سما رہا ہے
(الرفیق)

مسیح موعودؑ پر ایمان خواب کے ذریعہ

حدیث میں آیا ہے۔ کہ مہدی کیلئے ندائی آسمانی آئے گی۔ کہ یہ خلیفۃ اللہ مہدی ہے۔ نادانوں نے اس کا مطلب نہیں سمجھا اور یہی خیال کرتے رہے کہ بادل میں سے کوئی ایسی آواز دیگا۔ حالانکہ اس کا مطلب یہ تھا کہ خواب میں ملائکہ سعید روحوں کو ہدائیت کریں گے۔ چنانچہ اس کی تازہ مثال یہ خط ہے۔ جو جناب رسالتماب میں پہونچا ہے۔ واقعی جو شخص خدا ترسی کو کام میں لیکر اللہ کے حضور حق و باطل کے امتیاز کی دعا کرتا ہے۔ وہ کبھی محروم نہیں رہتا۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

بخدمت جناب مرشدنا و مولانا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ۔ راقم عاجز موضع دولمیال ضلع جہلم کا باشندہ ہے۔ جہاں ایک شخص فقیر مرزا نام حضور سے مباہلہ کر کے طاعون سے ہلاک ہو چکا۔ ہمارے گاؤں میں بہت مدت سے جناب کے دعویٰ کی نسبت بحث تکرار شروع ہے۔ راقم عاجز بھی اس بارہ میں مولوی کرم داد اور حافظ شہباز صاحب احمدی سے جھگڑتا رہا کہ پہلے تم لوگوں نے دوسرے مسلمانوں کو مشرک اور بدعتی سمجھ کر ہمیں اہل حدیث کے زمرہ میں داخل کیا جس سے ہمارے خویش اقارب میں ہلچل مچ گئی ابھی ہم اس لڑائی بھڑائی سے اچھی طرح فارغ بھی نہیں ہو چکے تھے جو آپ نے گاؤں میں ایک اور فساد کھڑا کر دیا اور اب اہلحدیث کو بھی شرک میں مبتلا کہہ کر مرزائی ہو گئے چونکہ عاجز اکثر اوقات احمدی بھائیوں کی مجلس میں شریک ہو کر حضور کی تصانیف کو سنتا رہا۔ اس لئے خاکسار کے دل میں یہ بات بیٹھ گئی کہ جھوٹے شخص کی کلام میں ایسی تاثیر نہیں ہوتی۔ اور نہ جناب مولوی نورالدین صاحب جیسے متقی انسان کا جھوٹے سلسلہ میں داخل ہونا ممکن ہے۔ مگر جب کتاب احوال الآخرۃ وغیرہ کو پڑھتا۔ تو شک میں پڑ جاتا۔ کہ مہدی تو عرب میں پیدا ہوگا۔ الغرض اسی حالت میں میں نے رات کو اٹھ کر نماز تہجد میں دعائیں مانگنی شروع کیں کہ یا الٰہی تو بڑا ہی رحیم و کریم ہے اپنے فضل و کرم سے اس عاجز پر حق ظاہر فرما۔ اگر مرزا صاحب تیری طرف سے مامور ہو کر آئے ہیں۔ تو مجھ گنہگار کو اپنے امام برحق کی بیعت میں شامل فرما۔ ایسا نہ ہو کہ میں تیرے فرستادہ کی مخالفت کر کے ہلاک ہو جاؤں۔ جہاں تک ہو سکا۔ میں نہائت عاجزی اور خشوع کے ساتھ سجدہ میں پڑھ کر یہ دعا مانگتا رہا جب اسی طرح کئی روز گذر چکے اور میرے دل کا قلق و اضطراب بڑھتا گیا۔ تو آخر آج ۲؍ فروری ۸ء کی رات کو اللہ تعالےٰ نے محض اپنے فضل سے میری دعا قبول فرمائی اور خواب یعنے رؤیا کے ذریعہ سے حضور کی صداقت اس عاجز پر کھولی گئی۔ جو کچھ میں نے دیکھا ہے۔ جناب کی خدمت میں عرض کرتا ہوں۔ مجھے اس ذات کی قسم ہے جس کے ہاتھ میں میری جان ہے۔ کہ میں سچ سچ لکھتا ہوں۔ میں نے ایک حرف بھی اپنی طرف سے نہیں ملایا۔ کیا لکھتا ہوں۔ کہ ایک چھوٹا سا تالاب ہے جو لبالب پانی سے بھرا ہے۔ میں نے اس میں بیٹھکر وضو کیا۔ جب وضو کر کے اٹھا تو جنوب کیطرف سفید رنگ کا بادل نظر آیا۔ میں اس خیال میں کہ مبادا وہ برسنے شروع ہو جاویں وہاں سے چل پڑا اور اپنے آپ کو ایک ایسی سڑک پر پایا۔ جسکی دونوں طرف بید کے درخت ہیں۔ اور وہ بہت ہی گھنے اور جھکے ہوئے ہیں۔ اس سڑک کی ایک طرف میں اور دوسری طرف مولوی کرمداد صاحب اور حاجی غلام محمد احمدی جا رہے ہیں اور سامنے ایک شہر کا دروازہ نظر آرہا ہے۔ اور سڑک کے درمیان اس دروازہ کیطرف سے بہت سی اونٹوں کی قطاریں نکل کر چل رہی ہیں۔ جن پر سفید رنگ کی بوریاں لدی ہوئی ہیں۔ مجھے کوئی چیز جو دکھائی نہیں دیتی سڑک پر چلنے سے روکتی اور پیچھے ہٹاتی ہے اور میں بڑی مشکل سے قدم اٹھاتا ہوں۔ جیسے کہ زور کے جھکڑ میں چلا نہیں جاتا۔ جب ہم دروازے کے قریب پہونچے۔ تو حاجی غلام محمد بھی میری طرف آگیا اور ہم دونوں بڑے زور سے سبحان اللہ و بحمدہ پڑھتے ہوئے دروازہ سے شہر میں داخل ہوئے جس بازار میں ہم جا رہے تھے۔ اس کی دونوں طرف تین پاٹیاں ہیں اور ان کے اوپر بڑے خوش نما پھول رکھے ہیں۔ جہاں بازار ختم ہوا وہاں ایک زرد رنگ کا اونچا مینار ہے۔ جس کے اوپر ہم نے چڑھنا ہے۔ جب میں مینار کے نیچے جا کر کھڑا ہوا۔ تو دل میں سوچنے لگا۔ کہ بغیر زینہ کے ہم کیونکر اوپر چڑھ سکتے ہیں۔ اتنے میں کیا دیکھتا ہوں کہ مینار کے ساتھ پاؤں رکھنے کی ایک جگہ بن گئی ہے میں نے اس میں اپنا پاؤں رکھا۔ پھر دوسرے پاؤں کے لئے اوپر جگہ بن گئی۔ اسی طرح ادھر سے میں قدم اٹھاتا اور ادھر ساتھ ساتھ جگہ بنتی جاتی تھی۔ مولوی کرمداد صاحب بھی میرے ساتھ بغیر کسی سہارے کے ہوا میں چڑھتے گئے جنکو دیکھ کر میں حیران ہوا۔ جب ہم مینار کے اوپر پہونچے۔ تو وہاں ایک مکان دکھائی دیا۔ جس میں حضور سوئے پڑے ہیں اور حاجی غلام محمد پاس کھڑا کہہ رہا ہے کہ ادھر حضرت صاحب کو دھوپ آگئی اور اب تک کسی نے ان کو جگایا نہیں۔ میں نے حاجی صاحب کو پوچھا نہیں تو کہا۔ کہ میں آپکے پاس کیونکر پہونچے ہیں۔ تب میں حضور نے مولوی صاحب کو مخاطب کر کے فرمایا۔ کہ مولوی جی کیوں اس غریب کو میرے لئے مارا لائے یا مار کر لائے ان لفظوں میں مجھے شک ہے۔ اس کے بعد میں نے آپکے ہاتھ چومنے شروع کئے جن سے اعلیٰ درجہ کی خوشبو آتی تھی بلکہ صبح کیوقت بیداری کی حالت میں بھی مجھے یہی معلوم ہوتا تھا۔ کہ وہ خوشبو آرہی ہے۔ پھر میں نے عرض کی کہ یا حضرت میرے لئے دعا فرمائیں آپ دیر تک دعا مانگتے رہے اور حضور کے سر مبارک سے مثل شعاع آفتاب کے چمکار نکلتے تھے۔ بعد دعا کے آپنے شمال کی طرف ہاتھ مبارک پھیلایا تو اوپر سے آواز آئی۔ کہ اس شخص کیواسطے اور بھی دعا کر لیجیئے۔ آپنے پھر دعا مانگی اور اپنے دونوں پاؤں مبارک میری جھولی میں دراز فرمائے ہیں۔ میں مٹھی بھرنے لگا اور مجھے جناب کے اقدام مثل روئی کے نرم معلوم ہوتے تھے۔ اسی حالت میں خاکسار بیدار ہو کر بیٹھ گیا اس وقت میرے سینہ سے یہ آواز نکل رہی تھی "یہی ہے مہدی یہی ہے مہدی"۔

اس حالت کو دیکھ کر میرا دل کانپ گیا۔ میں اپنے کلمات ناروا اور الزامات بیجا کو یاد کر کے بہت ہی شرمندہ ہوں۔ اے خدا کے برگزیدہ رسول جو کچھ اس ناکارہ اور نالائق نے بوجہ غلطی کے حضور کے حق میں بیہودہ گوئی کی ہے۔ معاف فرماویں۔ اب میں سچے دل سے آپ پر ایمان لایا۔ میری بیعت منظور فرمائی جاوے اور پوری توجہ سے مجھ گنہگار کے لئے دعا فرماویں کہ اللہ تعالےٰ میری طبیعت کو استقامت بخشے۔ اور میں شکوک و شبہات سے محفوظ رہوں۔ میرے اس خط کو اخبار میں بھی درج فرمایا جاوے۔ شائد کوئی سعید روح اس سے فائدہ حاصل کرے۔

الراقم
حاجی کریم بخش از دولمیال ضلع جہلم

اتمام البرہان مصنفہ شیخ احمد حسین صاحب

میرٹھی پر ریویو

(از سید صادق حسین صاحب صادق مختار عدالت و سکرٹری انجمن احمدیہ اٹاوہ)

گذشتہ اشاعت سے آگے

شیخصاحب صفحہ ۵ - اتمام البرہان میں تحریر فرماتے ہیں کہ حضرت نے فرمایا - جو شخص نئی بات نکالے ہمارے اس کام میں یعنی ہمارے دین اور شریعت میں جو اس میں نہیں سو وہ نئی بات یا اس کا نکالنے والا مردود ہے - یعنی دین میں وہ نئی چیز نکالے جسکی شرع میں کچھ اصل نہیں کھلی نہ چھپی - سو وہ نہائت گمراہی ہے - اور اس کا نام بدعت ہے"

شیخصاحب کی اس تحریر سے ہم کو بکلی اتفاق ہے - مگر ساتھ ہی ہم اس قدر عرض کر دینا ضروری سمجھتے ہیں کہ وہ سلسلہ عالیہ احمدیہ کی تعلیم میں کوئی ایسی بات نہیں دکھلا سکے نہ آئیندہ دکھلا سکتے ہیں جسکی نسبت یہ کہنا جایئز ہو کہ شرع شریف میں اسکی کچھ اصل نہیں نہ کھلی نہ چھپی - پس سلسلہ عالیہ احمدیہ کی تعلیم کے متعلق جو کچھ انہوں نے بدزبانی اور گندہ دہانی کے جوہر دکھا کر اپنا اعمال نامہ سیاہ کیا ہے - اس کی زد حقیقت میں شریعت محمدیہ پر پڑتی ہے - اور یہ ایک ایسا افسوسناک امر ہے کہ کوئی مومن اسکو روا نہیں رکھ سکتا -

صفحہ ۶ میں شیخصاحب نے آیۃ کریمہ ولکن رسول اللہ و خاتم النبیین سے استدلال کر کے یہ اعتراض کیا ہے - کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خاتم الانبیاء ہوئے - تو پھر آئیندہ نبی یا مثل نبی کی امید کیوں کر جبکہ اصل نبوت کا ہی خاتمہ ہوچکا - تو مثل نبی کس غرض اور کس ذریعے سے برآمد ہوا کیا خاتم نبی کر کام انجام نہیں ہوا جو ایسا دعویٰ ہے - کوئی ثبوت قرآنی ہے یا کوئی ان کی گھڑی ہوئی کہانی ہے - قرآن میں تو کہیں اس کا پتہ و نشان نہیں -

اس اعتراض کا جواب یہ ہے - کہ ایک یاوہ گو بلیت الطبع مقلد پیشہ کو قرآن دانی سے کیا تعلق - جناب شیخصاحب جب آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے خاتم النبین ہونے سے آئیندہ نبی یا مثل نبی کی امید نہیں ہوسکتی تو حضرت عیسیٰ نبی اللہ کی آمد کی امید کیونکر ہوسکتی ہے - جو کچھ آپ نے اس کا جواب سوچا ہو وہی ہماری طرف سے سمجھ لیں - خاتم النبیین کی بحث پر عرصہ ہوا کہ ایک مضمون لکھا تھا - مناسب مقام سمجھ کر ہم اس کا خلاصہ یہاں درج کرتے ہیں اور وہ یہ ہے:-

خاتم النبیین

مسلمانوں کا یہ عقیدہ بلا اختلاف چلا آتا ہے کہ حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین ہیں مگر خاتم النبیین سے کیا مراد ہے اس سے بہت کم لوگ واقف ہیں اور اسی وجہ سے اس مراد کے سمجھنے میں اختلاف چلا آتا ہے لہذا میں مناسب سمجھتا ہوں - کہ مسلمان بھائیوں کی خدمت میں یہ چند سطور پیش کروں - پس واضح ہو کہ :-

آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے جب صاحبزادے فوت ہو گئے تو کافروں نے آپ کو ابتر کہنا شروع کیا - عرب کے محاورہ میں ابتر اس کو کہتے ہیں جسکی نسل ذکور کا سلسلہ منقطع ہو جائے - خداوند جلشانہ نے اپنے حبیب پاک کیطرف سے کفار کو دو جواب دئے - ایک تو ان شانئک ھو الابتر - یعنے اے پیغمبر تیرا دشمن ہی ابتر ہے اور دوسرا جواب یہ دیا کہ ما کان محمد ابا احد من رجالکم ولکن رسول اللہ و خاتم النبیین - یعنے حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اگرچہ مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں یعنی آپ کا کوئی جسمانی بیٹا موجود نہیں - مگر کچھ مضائقہ نہیں - کیونکہ وہ روحانی بیٹوں کا باپ یعنی رسول اللہ ہے - اور رسول اللہ بھی کیسا خاتم النبیین یعنی تمام اگلے پچھلے نبیوں کا خاتم ہے - واضح ہو کہ لفظ خاتم اس آیت میں فتح تائے فوقانیہ کے ساتھ آیا ہے اور خاتم کے معنے مُہر کے ہیں - اور النبیین میں الف لام استغراق کا ہے اور مقصود لفظ خاتم النبیین سے کفار کو ایسا جواب دینا ہے جس سے ان کا یہ اعتراض دفع ہو - کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا سلسلہ نسل ذکور منقطع ہوگیا ہے اس لئے معاذ اللہ ابتر ہیں - پس ان وجوہ پر نظر ڈالکر خاتم النبیین کے ایسے معنے کرنے لازم ہونگے جن سے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی نسل روحانی کا سلسلہ آئیندہ تا قیامت جاری رہنا ثابت ہو - ورنہ آپ کو صرف گذشتہ نبیوں کا خاتم ماننے سے کفار کے اس طعن کا کہ نعوذ باللہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ابتر ہیں کیونکہ ان کی نسل ذکور کا سلسلہ منقطع ہوگیا - کچھ بھی جواب نہیں ہوتا - بلکہ تردید کی بجائے کفار کے طعن کی اور اولٹی تائید ہوتی ہے -

اس قرآنی استدلال کے جواب میں بعض لوگ ایک حدیث پیش کرتے ہیں جسکے الفاظ یہ ہیں لا نبی بعدی یعنے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا - اس حدیث پر زور دیکر کہا جاتا ہے - کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں آسکتا - پس اگر اس حدیث کے یہی معنے لئے جاویں - کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد مطلق کوئی نبی نہیں آسکتا - تو اول تو یہ حدیث آیۃ کریمہ ما کان محمد ابا احد من رجالکم ولکن رسول اللہ و خاتم النبیین کے معارض ہوگی - اس لئے پایہ اعتبار سے ساقط ہو جائیگی - ثانیاً احادیث ذیل بھی اس کے معارض ہوں گی اور وہ احادیث یہ ہیں - (۱) بخاری وغیرہ میں لکھا ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے - کہ میری اُمت میں محدثین اور مکلمون ہوں گے اور محدث بفتح دال من وجہ نبی ہوتا ہے - کیونکہ فرشتے اوس سے ہمکلام ہوتے اور وحی اس پر نازل ہوتی ہے - بلکہ اوسکی وحی نبیوں کی وحی کی طرح دخل شیطانی سے محفوظ رکھی جاتی ہے (۲) آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے - لم یبق من النبوۃ الا المبشرات یعنے جنس نبوت سے ایک نوع مبشرات کی باقی ہے اور اس نوع میں مبشرات اور منذرات اور امور غیبیہ اور لطائف قرآنیہ اور علوم لدنیہ داخل ہیں - پس جب مبشرات جزو نبوت تامہ ہوئے - تو صاحب مبشرات صاحب نبوت جزوی ٹھیرا - چونکہ اس کلام میں نفی نبوت کے بعد مبشرات کا استثناء کیا گیا ہے اور مستثنیٰ منہ مذکور ہے اور من تبعیضیہ ہے - پس بموجب ان صحیح قواعد کے مبشرات کا جزو نبوت ہونا صریح منطوق کلام نبوی سے ثابت ہوا - اور جب نبوۃ جزوی کا باقی رہنا ثابت ہوگیا - تو جزوی نبی کا آنا بھی ثابت ہوگیا - اس لئے حدیث لا نبی بعدی کی تعمیم غلط قرار پائی اور یہ معنے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی ایسا نبی نہیں آسکتا جسکو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی امت میں داخل ہونے کا شرف حاصل نہ ہو - نہ کوئی ایسا نبی آسکتا ہے - جو صاحب شریعت جدیدہ یا صاحب نبوت تامہ ہو -

(۳) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے - رویا المومن ستۃ و اربعین جزء من اجزاء النبوۃ یعنی مومن کا خواب نبوت کا چھیالیسواں جزو ہے - اس حدیث سے بھی معلوم ہوا - وہ جزوی نبی ہوا - پس حدیث لا نبی بعدی کا عموم ہرگز قائم نہیں رہا -

(۴) - ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہؓ کا بھی یہی مذہب ہے

جو ہمارا مذہب ہے۔ چنانچہ آپ نے فرمایا ہے۔ قولوا انه خاتم الانبیاء ولا تقولوا لا نبی بعدہ۔ دیکھو تکملہ مجمع البحار صفحہ ۸۵۔ یعنی حضرت عائشہ صدیقہ نے فرمایا ہے کہ یہ تو کہو کہ بے شک آں حضرت صلے اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین ہیں مگر یہ نہ کہو۔ کہ آپ کے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا۔ ام المومنین رضی اللہ عنہا کے اس قول کی تطبیق حدیث لانبی بعدی وغیرہ سے اسی تکملہ مجمع البحار میں یوں کی گئی ہے۔ لانه اراد لانبی ینسخ شرعه۔ یعنے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مراد یہ ہے کہ آپ کے بعد کوئی نبی ایسا نہیں آئیگا۔ جو آپ کی شریعت کو منسوخ کردے۔

۵۔ شیخ اکبر حضرت محی الدین ابن عربی کی تحقیق بھی ہمارے مذہب کی تائید کرتی ہے۔ دیکھو الجزء الثانی من الفتوحات المکیۃ الباب الثالث والسبعون صفحہ ۳۔ فان النبوۃ التی انقطعت بوجود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انما ھی نبوۃ التشریع لا مقامھا فلا شرع یکون ناسخا لشرعه صلی اللہ علیہ وسلم ولا یزید شرعه حکما اٰخر وھذا معنی قوله صلی اللہ علیہ وسلم ان الرسالة والنبوۃ قد انقطعت فلا رسول بعدی ولا نبی ای لا نبی بعدی یکون علی شرع یخالف شرعی بل اذا کان یکون تحت حکم شریعتی فلا رسول بعدی الی احد من خلق اللہ بشرع یدعوھم الیه فھذا ھو الذی انقطع وسد بابه لا مقام النبوۃ۔ یعنے نبوت جو حضرت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری سے منقطع ہوگئی۔ وہ نبوت تشریعی ہے۔ مقام نبوت منقطع نہیں ہوا۔ پس کوئی شرع ایسی نہیں آسکتی۔ جو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی شرع کو منسوخ کرے نہ شریعت محمدیہ میں کوئی حکم بڑھا سکتا ہے اور یہی معنے رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم کے اس قول کے ہیں کہ رسالت و نبوۃ منقطع ہوگئی۔ پس کوئی رسول یا نبی میرے بعد نہ ہوگا یعنی میرے بعد کوئی ایسا نبی نہیں ہوگا۔ جو میری شریعت کے خلاف شریعت پر ہو۔ بلکہ جب کوئی نبی یا رسول ہوگا۔ تو وہ میری شریعت کا تابع ہوگا۔ پس کوئی رسول ایسا نہیں آئیگا۔ جو خلق اللہ کو غیر شریعت محمدیہ کی طرف بلائے یہی امر منقطع ہو گیا۔ اور اسی کا دروازہ بند ہوا ہے۔ مقام نبوت منقطع نہیں ہوا۔

۶۔ مخالف الرائے مسلمان اس امر کو تسلیم کرتے ہیں کہ اخیر زمانہ میں حضرت عیسے نبی اللہ تشریف لائینگے اور وہ شریعت محمدیہ کے تابع ہوں گے اس عقیدہ سے ہمارے مخالفوں نے خود تسلیم کرلیا ہے کہ باوجود حدیث لانبی بعدی کے سیدنا حضرت محمد صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد ایسا نبی آ سکتا ہے۔ جو تابع شریعت محمدیہ ہو۔

۷۔ جمہور اہل اسلام کا عقیدہ ہے کہ خداوند کریم اپنے برگزیدہ اور مقبول بندوں کو غیب کی خبریں بتلا دیتا ہے اور وہ خداوند کریم سے اس طرح خبر پاکر پیشگوئیاں کیا کرتے ہیں اب خداوند تعالے قرآن مجید میں فرماتا ہے۔ فلا یظھر علی غیبه احدا الا من ارتضی من رسول۔ یعنے اللہ تعالے اپنے غیب پر ان لوگوں کو مطلع کرتا ہے جنکو وہ چن لیتا ہے۔ رسولوں میں سے اس آیۃ کریمہ میں خداوند تعالے نے اوس شخص کو جسکو غیب کی خبریں دی جاویں۔ رسولوں میں شمار کیا ہے۔ پس مطابق آیۃ کریمہ و عقیدہ مذکورہ بالا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد اس امت میں رسول آسکتا ہے اور جب رسول آسکتا ہے تو نبی ضرور آسکتا ہے۔ کیونکہ ہر رسول اللہ نبی ہوتا ہے۔

۸۔ لفظ نبی۔ نبا سے مشتق ہے۔ نبار کے معنے ہیں خبر۔ نبی کے معنے ہیں خبر دینے والا۔ جب مسلمانوں کا عقیدہ ہے کہ امت محمدیہ کے افراد کامل منجانب اللہ مطلع ہو کر خلق اللہ کو غیبی خبریں پہنچاتے ہیں۔ تو ایسی غیبی خبریں پہونچانے والے لوگ بلاشبہ نبی ہوئے۔

۹۔ یہ امر مسلم ہے کہ امت محمدیہ امم سابقہ سے بہتر ہے آیۃ کریمہ کنتم خیر امة اس پر شاہد ناطق ہے اور حضرت موسے علیہ السلام کے خلفاء نبی ہوئے۔ پس آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم جب مثیل موسے اور موسی سے افضل ہیں۔ تو آپ کے خلفاء میں نبی کیوں نہ ہوں۔

۱۰۔ سورہ استخلاف کے مطابق سلسلہ خلافت محمدیہ سلسلہ خلافت موسویہ کا مثیل قرار دیا گیا ہے۔ حضرت موسے علیہ السلام کے خاتم الخلفاء حضرت عیسی نبی ہوئے۔ پس حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کے خاتم الخلفاء کا بھی نبی ہونا ضروری ہے۔

دلائل مذکرہ بالا سے ثابت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نبی و رسول آسکتے ہیں۔ مگر وہ شریعت محمدیہ کے تابع اور امت محمدیہ میں داخل یعنی صاحب جزئی نبوت و رسالت ہوں گے لہذا خاتم النبیین کے صحیح معنے یہ ہیں۔ کہ آں حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نبیوں کی مہر ہیں یعنے کسی کی نبوت خواہ اولین سے یا آخرین سے بغیر آپ کی مُہر کے مستند نہیں ہو سکتی یہ معنے نہیں کہ آں حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں ہو سکتا۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کی تعلیم اور دعوے بھی یہی ہے۔ چنانچہ آپ توضیح مرام کے صفحہ ۱۰ میں تحریر فرماتے ہیں۔

"اگر یہ اعتراض پیش کیا جائے کہ مسیح کا مثیل بھی نبی چاہیئے کیونکہ مسیح نبی تھا۔ تو اس کا اول جواب تو یہی ہے۔ کہ آنیوالے مسیح کیلئے ہمارے سید و مولے نے نبوت شرط نہیں ٹھہرائی بلکہ صاف طور پر یہی کہا ہے۔ کہ وہ ایک مسلمان ہوگا اور عام مسلمانوں کے موافق شریعت فرقانی کا پابند ہوگا اور اس سے زیادہ کچھ بھی ظاہر نہیں کریگا۔ کہ میں مسلمان ہوں اور مسلمانوں کا امام ہوں ماسوا اس کے اس میں کچھ شک نہیں۔ کہ یہ عاجز خدا تعالیٰ کیطرف سے اس اُمت کے لئے محدث ہو کر آیا ہے۔ اور محدث بھی ایک معنی سے نبی ہی ہوتا ہے۔ گو اس کے لئے نبوت تامہ نہیں مگر تاہم جزئی طور پر وہ ایک نبی ہی ہے کیونکہ وہ خدا تعالے سے ہمکلام ہونے کا ایک شرف رکھتا ہے اُمور غیبیہ اس پر ظاہر کئے جاتے ہیں۔ اور رسولوں اور نبیوں کی وحی کی طرح اس کی وحی کو بھی دخل شیطان سے منزہ کیا جاتا ہے اور مغز شریعت اُسپر کھولا جاتا ہے اور بعینہ انبیاء کی طرح مامور ہو کر آتا ہے اور انبیاء کی طرح اس پر فرض ہوتا ہے۔ کہ اپنے تئیں بآواز بلند ظاہر کرے اور اُس سے انکار کرنے والا ایک حد تک مستوجب سزا ٹھہرتا ہے اور نبوت کے معنی بجز اس کے اور کچھ نہیں کہ امور متذکرہ بالا اس میں پائے جائیں۔

اور اگر یہ عذر پیش ہو کہ باب نبوت مسدود ہے اور وحی جو انبیاء پر نازل ہوتی ہے۔ اُسپر مُہر لگ چکی ہے۔ میں کہتا ہوں کہ نہ من کل الوجوہ باب نبوت مسدود ہوا ہے اور نہ ہر ایک طور سے وحی پر مُہر لگائی گئی ہے۔ بلکہ جزئی طور پر وحی اور نبوت کا اس امت مرحومہ کے لئے ہمیشہ دروازہ کھلا ہے مگر اس بات کو بحضور دل یاد رکھنا چاہیئے۔ کہ یہ نبوت جس کا ہمیشہ کے لئے سلسلہ جاری ہوگا۔ نبوت تامہ نہیں ہے بلکہ جیسا کہ میں ابھی بیان کرچکا ہوں۔ وہ صرف ایک جزئی نبوت ہے جو دوسرے لفظوں میں محدثیت کے اسم سے موسوم ہے جو انسان کامل کے اقتدا سے ملتی ہے۔ جو مستجمع جمیع کمالات نبوت تامہ ہے۔ یعنی ذات ستودہ صفات حضرت سیدنا و مولانا محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم ...... واما

النبوۃ التی ھی تامۃ کاملۃ جامعۃ لجمیع کمالات الوحی فقد اٰمنا بانقطاعہا من یوم نزل فیہ ما کان محمد ابا احد من رجالکم ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین"

ترجمہ عبارت عربی۔ وہ نبوت تامہ کاملہ جو جامع جمیع کمالات وحی ہے ہم اوس کے انقطاع پر اس روز سے ایمان لا چکے ہیں۔ جس دن سے قرآن کریم میں یہ آیت نازل ہوئی۔ کہ محمد صلے اللہ علیہ وسلم تمہارے مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں مگر خدا کے رسول ہیں اور نبیوں کے خاتم۔

ایہا الناظرون! حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام نے محدث کو جزئی نبی تحریر فرمایا ہے۔ اس پر شیخصاحب کو بڑا غصہ آیا۔ مگر مولانا اسمٰعیل صاحب شہید دہلوی علیہ الرحمۃ نے خلیفہ راشد کی نسبت جو لفظ نبی حکمی تحریر فرمایا ہے اوس سے یا تو ہمارے شیخصاحب بے خبر ہیں۔ یا پھر فرطِ تعصب کی وجہ سے حضرت مرزا صاحب کی تحریر پہ اعتراض کرتے ہیں۔ اور مولانا اسمٰعیل صاحب کی تحریر پر ایمان لاتے ہیں۔ بہرحال ناظرین کی دلچسپی کے لئے ہم اس جگہ مولانا اسمٰعیل صاحب علیہ الرحمۃ کی وہ تحریر نقل کرتے ہیں۔

مولانا صاحب موصوف اپنی کتاب منصب امامت کے نکتہ ثانی میں تحریر فرماتے ہیں۔

خلیفہ راشد سایہ رب العالمین است وہمسایہ انبیاء مرسلین کہ سرمایہ ترقی دین است وہمپایہ ملائکہ مقربین۔ مرکز دائرہ امکان ومفخر جمیع اکوان افسر ارباب عرفان ہست سردفتر افراد انسان دل او عرش تجلی رحمان است وسینۂ او دریائے رحمت بیکران۔ اقبال او پرتوۂ جلال یزدانی است ومقبولیت او عکس جمال ربانی۔ قہر او تیغ قضا است۔ ومہر او منبع عطار معارضہ او معارضۂ تقدیر است ومخالفت او مخالفت رب قدیر۔ ہر کمالیکہ در خدمتگذاری او مصروف نگردیدہ خیالیست پر اختلال وہر علمے کہ در بیان اعظام واکرام او بکار نیامدہ وہمے است سراسر باطل ومحال۔ ہر صاحب کمال کہ موازنت خود با او سے جوید راہ مشارکت حق مے جوید وعلامت اہل کمال ہمین است کہ در خدمت او مشغول باشند ودر اطاعت او سبقت ازاد جملۂ مساوات او دست بردارند۔ واو را بجائے رسول بشمارند"

پھر اسی کتاب کے صفحہ ۶۳ نکتہ ثالث میں تحریر فرماتے ہیں

"خلیفہ راشد نبی حکمی است۔ ہر چند فی الحقیقت بپایہ رسالت نرسیدہ۔ فاما منصب خلافت چند سے از احکام انبیاء را بہ وجاری گردانیدہ۔"

اور اسی نکتہ کے ضمن میں فرماتے ہیں۔

"از آنجملہ توقف نجات اخروی است بر طاعت اویعنی چنانکہ اگر کسے بہزار وجہ در معرفت الٰہیہ وتہذیب نفس جد وجہد تمام وسعی مالا کلام بجا آورد۔ وتاتیکہ ایمان بالرسل نہ دارد ہرگز نجات اخروی بدست نخواہد آورد ونہ خلاص از غضب جبار ودرکات نار نخواہد یافت ہمچنین ہر چند عبادات شرعیۃ وطاعات وغیرہ بجا آورد۔ وجد وجہد تمام در امتثال احکام اسلام بروئے کار آرد۔ اما تا وقتیکہ در طاعت امام وقت گردن ننہد واقرار بامامت او نہ کند۔ ہرگز عبادات مذکورہ در آخرت کار آمدنی نیست۔ واز دارو گیر رب قدیر خلاص یافتنی نہ من لم یعرف امام زمانہ فقد مات میتۃ الجاہلیۃ"

حضرت مولانا روم علیہ الرحمۃ بھی اُمت محمدیہ میں جزئی نبی کا آنا مانتے ہیں اور اس کو نبی الوقت لکھتے ہیں۔ چنانچہ مرشد کے حق میں فرماتے ہیں۔

"او نبی وقت خویش است اے مرید۔
تا از و نور نبی آید پدید۔

الشیخ فی قومہ کالنبی فی اُمتہ۔ (انتخاب مثنوی مولوی معنوی مطبوعہ مطبع نظامی واقع کانپور صفحہ ۱۲۰)

اب شیخصاحب۔ خدا سے ڈر کر غور فرمایا کریں کہ قرآن وحدیث سے آیندہ نبی و مثل نبی کی امید ہو سکتی ہے یا نہیں۔ اور ہو سکتی ہے تو کس طرز پر۔

(باقی آیندہ۔ انشاء اللہ تعالےٰ)

مومنو! اشک بہاؤ کہ محرم آیا
سید بیکس و مظلوم کا ماتم آیا

یہ کسی شیعہ صاحب کا شعر ہے جسمیں محرم شریف کی آمد آمد پر رونے اور ماتم کرنے کی ترغیب دی گئی ہے بلکہ اصل پوچھیں تو اس شعر کے پڑھنے سے سارے کا سارا تعزیہ داری اور رقت اور سوز وگداز اور مجالس ومحافل محرم شریف کا فوٹو ہو بہو نظر آجاتا ہے۔ اور چونکہ یہ عاجز عرصہ دراز تک اس بلا میں مبتلا اور گرفتار رہ چکا ہے انواع واقسام کی بدعتوں کے نظارے جو جو کچھ نظر سے گذر چکے ہیں۔ سب کے سب سامنے آجاتے ہیں تو دونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں اور دل پر سخت چوٹ لگتی ہے اور آنکھوں میں آنسو اتر آتے ہیں۔ کہ سبحان اللہ انسان کی پیدائش کی علت غائی تو ماخلقت الجن والانس الا لیعبدون۔ کے لحاظ سے محض عبادت اور فرمانبرداری ہے لیکن پھر عبادت کے بھی کئی اقسام ہیں۔ مثلاً تحیات۔ صلوات۔ طیبات۔ وغیرہ جسمیں حقوق اللہ اور حقوق عباد وغیرہ سب کچھ آجاتا ہے اور ان کی تفصیل اور تشریح قرآن مجید میں ہے۔ جو بحکم انا نحن نزلنا الذکر وانا لہ لحافظون ایک محفوظ اور مصئون کتاب ہے۔ اب دریافت طلب یہ امر ہے کہ محرم شریف کا رونا پیٹنا۔ چیخنا۔ چلانا وغیرہ وغیرہ عبادت کی کونسی قسم میں داخل ہے۔ آؤ۔ کلام مجید ہی میں تلاش کریں۔ کہ کہیں بھی باقی فرائض کی طرح کسی شخص کی موت مرگ یا مصیبت پر صف ماتم بچھا کر رونے پیٹنے یا واویلا کرنے اور خواہ مخواہ فرض وواجب کی طرح وقات مقررہ پر ان کے حالات مصائب کو درد انگیز لہجے میں بیان کرکے رونا رلانا موجب اجر وثواب بیان کیا گیا ہے یا نہ۔ سب سے پہلے سورہ فاتحہ میں اللہ تعالےٰ نے منعم علیہ گروہ کا طریق طلب کرنے اور مغضوب علیہم اور ضالین کی راہ سے بچنے کے لئے دعا سکھلائی ہے جو ہر نماز کی ہر رکعت میں پڑھنے کا نہایت ہی ضروری حکم ہے اور منعم علیہ لوگوں کی تشریح دوسری جگہ فرمادی ہے کہ وہ نبیین۔ صدیقین۔ شہداء۔ صالحین ہیں اور مغضوب علیہم یہود اور ضالین نصاریٰ ہیں۔ اب ایک ایک کرکے دیکھتے جاویں۔ نبیین یہ وہ گروہ ہے جنکو اللہ تعالےٰ نے برگزیدہ کرکے خاص اپنے لئے چن لیا ہے اور تمام مخلوق کیواسطے نمونہ اور اسوہ بنا کر ان کی اتباع اور تابعداری فرض وواجب کرکے ان کی پیروی کا نام سُنت اور ان سے انحراف کرنے کا نام کفر وبدعت رکھ کر اُن کے تابعداروں کے لئے جنت کا وعدہ اور ان کے منکرین ومخالفین کیواسطے دوزخ کی وعید فرمائی ہے۔ پھر اسی سردار اور معزز اور پاک گروہ پر جس قدر ابتلا اور مصائب صادر ہوتے ہیں وہ کسی دوسرے پر وارد اور نازل ہوں۔ تو ہونا ہی مرجاوے مگر وہ خدا کے بندے تکالیف شرعیہ اور مصائب آسمانی یعنی تکالیف قضا وقدر کو بطیب خاطر کیسے خوشی خوشی سے جھیلتے ہیں۔ کہ دیکھنے والے حیران اور ششدر رہ

رہ جاتے ہیں وجہ یہ ہے کہ جس طرح کسی چیز کی تکمیل اور درستی کے لئے مثلاً لکڑی یا لوہے اور سونے ۔ چاندی وغیرہ کی درستی اور تکمیل کے لئے اس پر اوزاروں ۔ ہتھیاروں سے طرح طرح کے حملے کئے جاتے ہیں ۔ نہ اس لئے کہ انکو خراب و خستہ کیا جاوے ۔ بلکہ اس واسطے تراشا ۔ اور پھیلا اور گلایا اور کوٹا جاتا ہے کہ وہ اپنے کمال تک پہونچکر ایک قیمتی اور قابل قدر چیز بن جاویں ۔ اسی طرح انسان کی تکمیل کے لئے ہی تکالیف شرعیہ یعنے نماز ۔ روزہ حج ۔ زکوٰۃ وغیرہ مقرر کی گئی ہیں ۔ مگر چونکہ حضرت انسان اس میں طرح طرح کے حیلے حوالے نکال کر ٹال مٹول کرکے کما حقہ روحانیت اور طمانیت حاصل کرنے سے قاصر رہتا ہے ۔ اس لئے مجبوراً دوسرے ہتھیاروں یعنے قضائے آسمانی اور تکالیف قضا و قدر سے اسکی اچھی طرح خبر لی جاتی ہے ۔ پھر تو خوب ہی سیدھا ہو جاتا ہے یہ کوئی ظلم اور زیادتی نہیں ۔ بلکہ قانون قدرت ہی اسی طرح چلا آتا ہے ۔ کہ ہر ایک چیز کی تکمیل اور درستی کے لئے خواہ مخواہ طرح طرح کے الٹ پھیر ضروری کرنے پڑتے ہیں ۔ اب جس پاک گروہ کو سارے جہان کے لئے نمونہ اور اسوہ بنایا گیا ہے ۔ اس کو کیوں نہ پورا پورا درست اور ٹھیک کرکے دکھلایا جاوے ۔ اس میں ظلم کیا اور زیادتی کی بابت کونسی ہوئی ۔ چنانچہ فرمایا ہے ۔ ولنبلونکم بشیٍٔ من الخوف والجوع ونقصٍ من الاموال والانفس والثمرات وبشر الصابرین الذین اذا اصابتہم مصیبۃ ۔ قالوا انا للہ وانا الیہ راجعون ۔ اولٰئک علیہم صلوات من ربہم ورحمۃ واولٰئک ہم المہتدون ۔ یعنے ہم ضرور ہی انسان کو طرح طرح کی بلاؤں اور قسم قسم کی آفتوں اور انواع اقسام کے نقصانوں اور تکلیفوں میں پھنسا کر اور مصیبتوں اور رنجوں میں مبتلا اور گرفتار کرکے اس کا امتحان لیتے ہیں ۔ اور جو لوگ صبر سے اور رضا بہ قضا ہونے سے کام لے کر امتحان میں پورے نکلیں اور اُف تک نہ کریں ۔ اور اگر کچھ بولنا چاہیں تو صرف تسلیم و رضا سے بھرے ہوئے الفاظ کہ ہم سب اللہ تعالیٰ ہی کا مال ہیں اور اسی کے پاس آخر کو حاضر بھی ہونا ہے اور بس ۔ اس قسم کے لوگوں پر درود ۔ رحمت ۔ شاباش مرحبا وغیرہ وغیرہ ۔ اور ایسے ہی لوگ ہدایت یافتہ گروہ ملنے جاتے ہیں ۔ اور جس شخص نے ایسے امتحان کے وقت بے صبری اور جزع فزع کیا اور شکوہ شکایت سے لب کشائی کی ۔ تو مصائب اور تکالیف کے علاوہ ناراضگی مولا مزید بر آں ۔ اب اس قطعی حکم کے سُن لینے کے بعد بھی کوئی شخص کہہ سکتا ہے ۔ کہ نبیوں اور رسولوں کے پاک گروہ نے اس امتحان میں پورے پورے نمبر حاصل نہیں کئے ۔ یا کبھی بھی کسی قسم کی بے صبری یا شکوہ شکائت کی ہو حاشا و کلا ۔ میرا بلکہ ہر ایک خدا سے ڈرنے والے مومن کا نور قلب شرح صدر سے گواہی دیتا ہے کہ نبیوں اور رسولوں کے گروہ نے ضرور ضرور اللہ تعالےٰ کی بھیجی ہوئی بلاؤں اور صادر و نازل کی ہوئی مصیبتوں اور وارد کئے ہوئے امتحانوں میں تعریف کے ساتھ پورے پورے نمبر حاصل کرکے درگاہ الٰہی سے سارٹیفکیٹ اور ڈپلومے حاصل کئے ہیں ۔ اگر رونا ۔ پیٹنا اور صف ماتم بچھانا ہی کوئی ضروری امر ہوتا تو خواہ مخواہ نبیوں اور رسولوں کا گروہ مقدس ایک کے بعد دوسرا اور دوسرے کے بعد تیسرا اور تیسرے کے بعد چوتھا علیٰ ہذا القیاس اپنے سے پہلے بزرگ نبی اور رسول کی مصیبتوں اور تکلیفوں اور دکھوں اور دردوں اور بلاؤں کو یاد کرکے رسم تعزیت اور عزاداری بوجہ احسن بجا لا کر اس سنت کو دنیا میں قائم کرنے کو اپنا فخر سمجھتا ۔ خصوصاً ہماری سرکار والا خاتم النبیین محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو تو ایک لاکھ چوبیس ہزار نبی کی تعزیہ داری بلکہ وان من امۃ الا خلا فیہا نذیر کے بموجب تو بے شمار اور لاتعداد گروہ کی تعزیت اور عزاداری بجا لانی پڑتی ۔ اور اگر ایسا ہوتا تو کس کا دین اور کہاں کا اسلام ۔ جنگ و جہاد ۔ وعظ و پند ۔ شب خیزیاں اور تہجد گزاریاں ساری کی ساری بھول جاتیں ۔ ایک منٹ بھی رونے پیٹنے اور صف ماتم بچھانے اور نام بنام ہر ایک بزرگ نبی اور رسول کا تاریخ وار تعزیہ بنا کر گذشتہ حالات کی پوری پوری نقل کرنے سے فرصت نہ ملتی پر نہ ملتی مگر نہیں انہوں نے تسلیم و رضا اور صبر و شکر سے کام لیکر سب مسلمانوں اور مومنوں کے لئے نمونہ قائم کر دیا ہے جب نبیوں اور رسولوں کے گروہ کا یہ حال ہے ۔ تو صدیق ۔ شہدا ۔ صالحین ۔ جو انہی کے پیرو اور جانشین اور حلقہ بگوش ہیں وہ کس طرح ان سے انحراف کر سکتے ہیں ۔ بعض لوگ کہا کرتے ہیں ۔ کہ یہ بھی ایک محبت کا نشان ہے کہ ہم لوگ ان کے غم سے غمگین اور ان کی خوشی سے خوش ہوتے ہیں ۔ اس بات کا جواب صرف اسی قدر کافی ہے ۔ کہ ماں سے زیادہ چاہے پھاپھا کٹنی کہلاوے ۔ بعض فرمایا کرتے ہیں ۔ کہ جس قدر ظلم اور ستم اور زیادتی اہل بیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ہوئی ہے وہ اور کسی نبی یا رسول پر وارد اور صادر نہیں ہوئی اور دوسرا پہلے رسولوں اور نبیوں کو تکلیف ہو ہوا کر آخر کار دشمنوں پر فتح اور غلبہ اور نصرت نصیب ہوگئی تھی ۔ مگر اہل بیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر آخری دم تک تا دم مرگ مصیبت ہی مصیبت اور تنگی ہی تنگی اور ظلم ہی ظلم اور زیادتی پر زیادتی اور جفا پر جفا ہوتا رہا ۔ یہاں تک کہ شہید ہوکر قبروں میں دفن بھی ہوگئے ۔ اول تو یہ ان کا فرمانا ہی بے جا ہے ۔ کیونکہ اس میں قاعدہ کلیہ ۔ العاقبۃ للمتقین اور کتب اللہ لاغلبن انا ورسلی اور لننصر رسلنا وغیرہ وغیرہ ٹوٹ جاتا ہے ۔ اگر بفرض محال تھوڑی دیر کے لئے ان کی بات مان بھی لیں ۔ تب بھی اگر موجودہ حالت پر عین اس وقت جبکہ مصیبت اور تنگی نازل اور صادر ہو رہی تھی بہ اقتضائے بشریت ہم بھی غمگین اور غمناک ہوکر بے ساختہ آنسو بہانے لگتے ۔ تو حکم لا یکلف اللہ نفسا الا وسعہا قابل معافی تھے ۔ نہ کہ لائق اجر و ثواب ۔ لیکن اس عاجز کا تو یہ سوال ہے ۔ کہ جن بزرگ شہداء کے غم سے ہم رو رہے ہیں یا رونے کی تیاری کر رہے ہیں یا اگر رونا نہ آوے تو رونی شکل ہی بنا کر داخل ثواب ہونا چاہتے ہیں ۔ وہ مقدس گروہ اس وقت ہے کہاں ۔ آیا کسی تکلیف یا مصیبت میں مبتلا اور گرفتار اور دشمنوں کے تیر و تفنگ کا نشانہ بن رہے ہیں یا عند ربہم یرزقون فرحین بما اتاہم اللہ من فضلہ اور ولا تقولوا لمن یقتل فی سبیل اللہ اموات بل احیاء ولکن لا تشعرون کا خلعت حاصل کرکے عیش و آرام ۔ خوشی و فرحت میں ہمیشہ کے لئے ایسے زندہ ہو چکے ہیں ۔ کہ اب موت اور ہلاکت ان کے پاس بھی تو نہیں پھٹک سکتی ۔ تو اب اس وقت رونا پیٹنا کیوں اور کس لئے ۔ اب اچھی طرح واضح ہوگیا ہے ۔ کہ شیعہ صاحبان کا رونا پیٹنا چیخنا ۔ چلانا ۔ منعم علیہ گروہ سے تو کسی طرح بھی لگا نہیں کھاتا ۔ اب باقی رہ گئے مغضوب علیہم اور ضالین ۔ سو اپنی طرف سے کچھ کہنا تو بے سود ہے ۔ وہ خود ہی خدا کے خوف کو دل میں جگہ دے کر سوچیں کہ کہیں خدانخواستہ تقوے طہارت اور خشیت اللہ کو چھوڑ کر صرف تبرا اور لعنت اور گالی گلوچ بدزبانی پر زور دے کر مطلق العنان ۔ یہودیوں سے اپنی مطابقت نہ کر لیویں یا جسطرح نصاریٰ نے شریعت کو لعنتی قرار دیکر صرف خداوند مسیح کی خدائی پر ایمان لا کر اسکو کفارہ گناہان مقرر

کرتے ہیں۔ اسی طرح آپ بھی شرعی اور عبادتی اور دینی طرز وطریق کو چھوڑ چھاڑ کر صرف ایسی ایک بات پر زور دیتے رہیں۔ کہ حضرت امام حسینؓ کے غم والم میں رونے پیٹنے سے گناہ سب کے سب بخشے جاتے ہیں اور انہوں نے اپنا سر مبارک محض اپنے نانا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اُمّت کے بخشوانے کیواسطے کٹوایا ہے اور بس۔ بھلا جن چھوٹے چھوٹے بچوں یا عمر رسیدہ جاہلوں کو سال بسال یا ہمیشہ ہمیشہ مجلسوں محفلوں میں جمع کر کے بار بار یہی اور صرف یہی سنایا اور سمجھایا جاوے تو وہ تقوے وطہارت کی کٹھن منزلوں کے طے کرنے کی تکلیف کیوں گوارا کرنے لگے۔ میرے پیارے بھائیو پچھلے بزرگوں کے لئے غم والم کرنے کی جگہ دعائیں کرو کہ اللہ تعالےٰ ان کے رتبے اور مرتبے زیادہ سے زیادہ بڑھائے۔ اور ان کی تعلیموں اور تلقینوں کو جو افراط تفریط سے بالکل پاک وصاف ہیں حاصل کرنے کی سعی کرو اور اللہ تعالےٰ کا شکر بجا لاؤ۔ کہ اُسی نے آپ کے اس زمانہ کو بھی خالی نہیں چھوڑا۔ بلکہ ایک ہی بزرگ انسان کو اپنے الہام ووحی ومکالمہ ومخاطبہ سے مستفیض اور مستفید فرما کر محض اصلاح خلق اللہ کے لئے مبعوث فرمایا۔ شیعہ ہو کر بھی اس امام مہدی کی ناقدری کرو تو قابل افسوس ہے۔ اس بزرگ ہادی کی تعلیم ومتبعین کا خلاصہ دس شرائط بیعت میں بدر کے پہلے صفحہ پر آپ کو ملیگا اُس پر عمل در آمد کر کے ہی اگر آپ کو پورا اطمینان قلب اور سکینت دل حاصل نہ ہو جاوے تو اس عاجز کے حق میں جو کچھ بھی چاہیں کہہ دیں۔

گلاب الدین احمدی رہتاسی

الجهاد ماض الى يوم القيامة

پہلے درجے کی حماقت ہے۔ اگر اس کے یہ معنی سمجھ لئے جائیں۔ کہ بس قیامت تک زبردستی دین منوانے کے لئے تلوار مارتے رہو۔ اس کا صحیح مطلب تو یہ ہے۔ کہ دین کے لئے مناسب وقت وحالات جد وجہد تو قیامت تک چلی جائے گی۔ ایک وہ وقت تھا۔ جب اسلام کا مقابلہ تلوار سے ہوتا تھا تو اس وقت بطور مدافعت وخود حفاظتی ضروری تھا کہ مسلمان بھی تلوار اٹھاویں۔ اب یہ وقت ہے۔ کہ دین کے لئے کوئی جنگ نہیں کرتا۔ پس کوئی ضرورت نہیں۔ کہ اس کے لئے تلوار اٹھائی جاوے۔ ہاں قلم وزبان کے زور سے مذہب اسلام پر بہت حملے ہو رہے ہیں۔ پس اس کے جواب میں ہماری طرف سے بھی قلم ہی سے باطل کا قلع قمع ہونا چاہیئے۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا نمونہ موجود ہے۔ کہ جب ان کے زمانہ میں تلوار کا جہاد تھا۔ تو انہوں نے کس طرح اپنے سر کٹوا دئے اور اُف تک نہ کی اور ان میں سے ہر ایک بچے سے لیکر بوڑھے تک یہی سمجھتا کہ یہ حکم خاص مجھی پر اُترا ہے۔ اسی لئے ہر ایک اپنا فرض سمجھ کر کسی پر احسان نہ رکھ کر یہ کام کرتا۔ بس اسی طرح ہماری جماعت کو سمجھ لینا چاہیئے۔ کہ ہم ہی آخرین منھم لما یلحقوا بھم کے مطابق اُنہی صحابیوں کا آخری گروہ ہیں۔ ہمارے لیئے بھی ایک جہاد ہے۔ بد قسمتی سے جہاد کا لفظ کچھ ایسے یک طرفہ معنوں میں لیا گیا ہے۔ کہ جب کہا جاوے تو اس کے ساتھ تشریح کرنی پڑتی ہے۔ کہ ہماری مراد صرف دین کے لئے مناسب وقت وحالات جائز ذرائع سے۔ جد وجہد کرنا ہے) وہ کیا۔ جو کچھ خدا تعالیٰ نے دیا ہے۔ اس میں سے خدا کی راہ میں دین کی اشاعت میں خرچ کرنا۔ پس جن کو اللہ نے مال دیا ہے۔ اور اپنی اس نعمت سے متمتع کیا ہے۔ وہ اس سے خدا کا حصہ نکالیں اور جنہیں قلم وزبان کی زبان شمشیر دی ہے وہ انہیں باطل کے لئے مناسب طور سے چلائیں۔

الغرض کہ والے ذرے سخنے قدمے ہر ایک طرح دین اللہ کی اشاعت میں اپنی ہستی کو مٹا دیں یہاں تک کہ ان کا اٹھنا بیٹھنا چلنا پھرنا۔ غرض ہر ایک قول وفعل حرکت وسکون محض اللہ تعالےٰ کے جلال وعظمت کے اظہار کے لئے وقف نہ ہو جائے اور یہ خیال نہ کریں کہ فلاں جو یہ کام کر رہا ہے۔ اس کے پاکر چکا ہے اب ہمیں کیا ضرورت ہے۔ کیونکہ ہر ایک شخص اپنے نفس کی نسبت سوال کیا جائیگا۔

نیک نمونہ

سب بھائیوں کے لئے یہ نیک نمونہ قابل تقلید ہے۔ کہ گوگیکی ضلع گجرات میں احمدی جماعت کے ممبر نماز فجر کے بعد پہلے تو ایک رکوع قرآن مجید کا سنتے ہیں اور حسب آیت ان قرآن الفجر کان مشہودا۔ تمام فجر قرآن کے سننے میں گذارتے ہیں۔ پھر صحیح بخاری سنتے ہیں واقعی ہر مومن کے لئے جو اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کو موجب فلاح دارین سمجھتا ہے۔ قرآن کریم اور صحیح بخاری کا پڑھنا یا سننا نہایت ضروری ہے۔ اللہ تعالیٰ مخدومی مولوی امام الدین صاحب کو سلامت باکرامت رکھے۔ جن کے ذریعے سے دین کی یہ خدمت ہو رہی ہے۔

نشان

ناظرین "بدر" سے جو خبروں کے صفحات کو بغور پڑھتے رہتے ہیں یہ امر مخفی نہ ہوگا کہ ارض حجاز میں ہیضہ کی اموات پانسو روزانہ تک پہنچیں۔ اور اس تعداد کی کئی اخباروں نے تصدیق بھی کی اس واقعہ کے ساتھ جب ہم یکم اگست ۱۹۰۷ء کے الہام ہیضہ کی آمد ہونیوالی ہے۔ پڑھتے ہیں۔ تو بے اختیار منہ سے نکلتا ہے۔ فلا یظھر علے غیبہ احداً الا من ارتضی من رسول۔ اور یہ بھی بعید نہیں۔ کہ خود اسی ملک میں بھی معترضین کو یہ نظارہ نظر آجاوے اصل میں خاتم الخلفاء کے زیر تبلیغ تمام جہان ہے اور جہاں جہاں اس کی دعوت پہونچ چکی ہے۔ وہاں اگر کوئی عذاب آتا ہے تو وہ غفلت سے بیدار کرنے کے لئے ہے۔ یا بطور سزا۔ مبارک وے۔ جو تضرع اختیار کرتے ہیں اور خدا کے رسول پر ایمان لاتے ہیں (اکمل)

کونوا انصار اللہ

برادرم منشی فضل احمد صاحب سکرٹری انجمن احمدیہ انبالہ اطلاع دیتے ہیں۔ کہ ہماری انجمن کا اجلاس زیر صدارت چودہری رستم علی صاحب ۹ فروری کو ہوا۔ اور مولانا محمد علی صاحب کی چٹھی سنائی گئی۔ اور ساتھ ہی میگزین کے لئے امداد کی درخواست کی گئی۔ یہ تجویز مقبول ہوئی۔ کہ للعامعہ ادا کرنے کے وعدے ہوئے اور ۲۶ رسالوں کی قیمت۔ یہ کاروائی نہایت قابل تعریف ہے اللہ تعالیٰ جزائے خیر دے۔

وداع حبیب

برادرم علی احمد صاحب سکرٹری انجمن احمدیہ راولپنڈی اطلاع دیتے ہیں۔ کہ ڈاکٹر محمد اسمٰعیل صاحب اسسٹنٹ سرجن یہاں دو تین مہینے رہے ہم لوگوں سے ایسی نیک خلقی سے پیش آئے۔ کہ سب کے دل میں ان کا گھر ہو گیا۔ تبدیلی کی خبر سن کر انہیں ایک ریوننگ پارٹی دی گئی۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

انتخاب الاخبار

بہت سے معزز ناظرین بدر کی تحریک اور اکثر احباب کی منظوری سے دنیوی اخبار کے دو ورق ایزاد کئے گئے تھے اور اسکے معاوضہ مین صرف ایک روپیہ قیمت مین ضرورۃً اضافہ کیا گیا جو ان مصارف کے مقابلہ مین کچھ بھی نہیں جو ان دو ورقون کی تیاری مین کرنے پڑتے ہین۔

چنانچہ اس ایزادی کیلئے بعض اخبارات کو قیمتاً منگوانا عملہ بدر بڑھانا اور اخبار کو وقت پر نکالنے کیلئے اب بجائے ایک پریس کے دو پریسون کی خدمات سے فائدہ اٹھانا پڑا۔ پھر جو کچھ ان دو ورقون مین ہوتا ہے وہ آپکے پیش نظر ہے۔ تاہم اتنا جتا دینا خلاف موقعہ نہ ہوگا کہ پچاس ساٹھ اردو اخبارات اور مصر کے عربی اخبار اور بعض انگریزی اخبارون کو صرف اسی لئے نہایت غور سے پڑھا جاتا ہے اور جو باتین انمین دلچسپ اور قابل ذکر ہوتی ہے اسکو نوٹ کر لیا جاتا ہے۔ اس محنت و جگر کاری و دماغ سوزی سے پرچہ تیار ہوتا ہے جسکو ایک خاص ترتیب سے مختلف عنوانون کی ماتحت ایڈیٹوریل نوٹ کے ساتھ شایع کیا جاتا ہے گویا ناظرین کو جو باتین قریباً دو سو روپیہ سالانہ خرچ کرنے سے حاصل ہو سکتی ہین وہ صرف ایک روپیہ مین دیجاتی ہین اور وقت و دماغی محنت سے بچانا جو ہے وہ الگ۔ اسپر بھی اگر ناظرین بدر اسے ناپسند فرمائین تو ہم اس سلسلہ کو بند کر دینے پر بھی تیار ہین لیکن جو لوگ یہ کہین کہ ہمین دنیوی خبرون کی ضرورت نہین۔ ان کی خدمتین یہ عرض ہے کہ دنیا مین تو رہتے ہو ہین مگر دنیاوی خبرون کی ضرورت نہین یہ کیا بات ہوئی۔ اسلام نے تو دین و دنیا دونون کو لیا ہے پس ایک جانب سے کنارہ کشی اسلامی اصول کے خلاف ہے۔ فرق صرف اتنا ہے کہ مومن اپنی دنیا کو بھی دین کے رنگ مین رنگ لیتا ہے۔ ہم انتخاب ایسے طریقے سے دیتے ہین کہ ایک طرف خدا کی قدرتون کا نقشہ پیش نظر ہوتا ہے۔ دوسری طرف حوادث زمانہ سے عبرت حاصل ہوتی ہے۔ امید ہو ناظرین اپنی اپنی رائے سے مطلع فرمائینگے اگر وہ کچھ تبدیلی چاہتے ہین تو وہ بھی فرما دین۔

اشتہار بازی بھی ایک فن ہوگیا

کسی شخص نے ایک اشتہار دیا۔ ایک روپیہ آنے پر لاکھ روپیہ کمانیکا طریقہ بتلایا جائیگا۔ ایک لاکھ درخواست آ چکی تو سب کو جواب لکھ دیا بس اسی طرح (۲) دوسرا اشتہار دیتا ہے۔ دولت دو چند کس طرح ہو سکتی ہو ایک روپیہ فیس لیکر بتایا جائیگا۔ بہت سا روپیہ جمع کرکے سب کو جواب دیا اپنے زر نقد کے نوٹ خرید کر دہرے کر لو بس دو چند (۳) ایک اشتہار چھپا اتنے روپے مین بارہ ایسی چیزین دیجائینگی جو امیر غریب کے یکسان کام آئین۔ وی پی وصول ہوا تو بارہ سوئیان نکلین۔ (۴) اشتہار دیا گیا بلا سیاہی و قلم کے کیونکر لکھ سکتے ہین۔ یہ بتایا جائیگا اگر اتنے روپے دو۔ روپیہ ادا کرنے پر جواب ملا کہ ریڈ پنسل سے لکھو (۵) ایک تاجر نے یہ گھڑی کا اشتہار دیا کہ سادہ لوح جو منگوائی کھولنے پر معلوم ہوا کہ وہ گھڑی جھوٹی ہے جواب طلب کیا گیا تو مشتہر نے لکھ بھیجا کہ مین نے کب کہا تھا وہ گھڑی چلتی بھی ہو۔

غرض اشتہارون کی عبارت سے دھوکہ مین نہ آؤ۔

ہمارے ہمعصر

جبون تت دہرم اخبار مین خدا کے رحیم ہونے پر اعتراض کئے گئے ہین۔ اور اللہ کے حضور نہایت بے ادبی و گستاخی کیگئی ہے (بس صاحب ابھی اسکے رحیم ہونے کا ثبوت ہے کہ تم سے شوخ اپنا اخبار نکال رہے ہین)۔

وکیل کے لیڈر مین لکھا ہو۔ وبائی تنزل سے ہمارا کوئی گھر محفوظ نہین۔ امراض روز بروز بڑھ رہے ہین۔ بدپرہیزی بدستور جاری۔ طبیب مفقود مریض ازالہ مرض ہو غافل۔ (حضرت طبیب تو مفقود نہین وہ آپکا سر پر ہے بعضون نے اسکی قدر نہ کی)

کمرہ گرم کرنیکی آسان ترکیب

ایک چراغ کو جلا کر اسپر ناند الٹی کرکے رکھ دین۔ تھوڑی دیر مین وہ ناند گرم ہوکر تمام کمرے کو گرم کر دیگی۔ اور سردی کی شکایت دور ہو جائیگی۔ (کاہل مفت مین)

وَانْكِحُوا الْاَيَامٰى مِنْكُمْ

ایک سادہو کے مفصلہ ذیل حالات چھپے ہین جس سے معلوم ہوتا ہے کہ اب وہ وقت آگیا ہے کہ اسلام کے اصول خود بخود لوگون کے دلون مین گھر کرین اور وہ ان پر چلنے پر زمانہ کی روش سے مجبور ہون۔

"ہری سنگھ تمہاری کیا غرض ہو۔ ہری سنگھ نے کہا کہ مجھکو خدا کیطرف سے یہ حکم ہے کہ دنیا سے اس گناہ کو ہٹانیکی کوشش کرون۔ جو بیوہ عورتون کے نکاح نہ کرنیسے آئے دن وقوع مین آرہے ہین۔ بیوہ عورتین مجبور ہوکر غیر مردون سے منہ کالا کرکے اپنے خاندان کی عزت برباد کرتی ہین۔ اور حمل حرام کرائے جاتے ہین اور ولد الحرام بچے ہلاک کئے جاتے ہین۔ صاحب بہادر مسکرا کر۔ ہری سنگھ ہم کیا کرین سادہو آپ بادشاہ ہین۔ اور بادشاہ کا فرض ہے کہ دنیا سے ایسے گناہ کو مٹا دے۔ صاحب بہادر۔ کیا بادشاہ کسی کے مذہب مین مداخلت کرسکتا ہے۔ سادہو مذہب تو راستی کا نام ہے جب ظاہر ہے کہ بیوہ عورتون کا نکاح نہ کرنا کئی قباحتون کا باعث ہوتا ہے۔ تو بیوگان کے نکاح کا مانع مذہب نہین ہو سکتا۔ صاحب بہادر ہم عورتون کے منشاء کے خلاف ان کو مجبور نہین کر سکتے۔ تم یہ بتاؤ کہ اگر عورتین تمہارا کہنا نہ مانین تو کیا یہ سچ ہے۔ کہ تم بیلم بہاگن کو جلکر مر جاؤگے سادہو جی ہان مجھے خدا کا حکم ہے۔ کہ اگر لوگ یہ حکم خدا نہ مانین۔ تو ایسے پاپیون مین تمہین نہیں رہنا چاہئے بلکہ تمہین بیلم بہاگن کو ضرور مرجانا چاہیئے۔ صاحب بہادر تم جانتے ہو کہ خودکشی جرم ہے۔ سادہو۔ جرم تو ہے مگر جب تک اس امر کا انتظام نہ ہو مین مرنیسے باز نہین آؤنگا۔ صاحب بہادر تمہین جیلخانہ مین جانا پڑیگا۔ سادہو بہت بہتر۔ (خودکشی کرنیپر تیار ہو جانا حد درجہ کا زنانہ پن ہے۔ اور اہل حق کا یہ کام نہین ہوتا۔ بدر)

جرائم پیشہ قومون کے حالات

مارواڑ کے شمال مشرق اور اجمیر مین مینا لوگ ڈاکے ڈالتے اور لوٹ مار کرتے ہین۔ اکتوبر سے جون تک مارواڑ اور رہزنی کا کام کرتے ہین عموماً ۵۰۔۵۰ آدمیون کی ٹولیان بنا کر ادہر اودہر پہرتے رہتے ہین۔ ان کے ساتھ عورتین اور بچے نہین ہوتے ہین۔ یہ لوگ تمام ہندوستان مین خانہ بدوشی کرتے پہرتے ہین۔ ممالک متوسط اور کاٹھ کمبئی ان لوگون کے مسکن ہین۔ یہ لوگ چاند کے گھٹا و بڑھاؤ کے مطابق اپنی راتونکو دو "نصف روشن حصہ" اور "نصف تاریک حصہ" مین تقسیم کرتے ہین۔ چاندنی راتون کو یہ لوگ آسودہ حال لوگون کے ہان بھیک مانگتے پہرتے ہین۔ روٹی اور دیگر چیزین مانگلاتے ہین۔ اس طرح متمول گھرانے دیکھہ بہال لیتے ہین۔ جب اندہیری راتین شروع ہوتی ہین۔ تو لوٹ مار شروع کرتے ہین۔ چاندنی راتون مین چالیس ۵۰۔۵۰ میل تک چلتے ہین۔ اور لوٹ مار کرکے اندہیرے حصہ مین واپس آتے ہین۔ روز روشن مین بہی مینا لوگ لوگون کو لوٹ لیتے ہین۔ موسم گرما مین بہت غضب ڈھاتے ہین۔ کیونکہ لوگ مکانون کے باہر سوتے ہین مال مسروقہ جو فروخت نہین کیا جاتا ہے۔ اپنے قیام گاہ سے ایک میل آگے گاڑ دیتے ہین۔ ایک آدمی ان کی نگہبانی کرتا ہے۔ یہ شخص عموماً نہانے یا کہانا پکانے مین مصروف رہتا ہے۔ تاکہ کسی کو اسپر شبہ نہ ہو میناچور کئی قسم کے رنگ بدلتے ہین۔ مگر سب سے مقبول پسندجاتریون کا بھیس ہے کبھی برہمن بن جاتے ہین جب بہت مال ہاتہہ لگ جاتا ہے۔ تو وہ مارواڑی بنجاتے ہین چورائی ہوئے زیورات پہن لیتے ہین۔ متمول ہندوستانی مینا لوگون سے چوکیداری کا کام لیتے ہین اپنے آقاؤن کی وفاداری اور ایمانداری سے خدمت کرتے ہین۔ اپنے قوم کے لٹیرون کو اپنے آقا کا مال و دولت لوٹنے سے باز رکھتے ہین۔ جیسا کہ مدراس پریسیڈنسی کے جنوبی اضلاع کے کلار لوگ کرتے ہین۔

ایک اور گروہ باوریا لوگون کا ہے۔ جو کئی چھوٹے قبیلون مین منقسم ہے۔ یہ لوگ کبھی شکار پیشہ ہوتے تھے۔ مگر لوٹ مار کرتے جعلی سکے بناتے اور نقب لگاتے ہین۔ وہ اس بات پر فخر کرتے ہین کہ ان کا سلسلہ نسب پرانا ہے۔ اور یہ کبھی کہتے ہین۔ کہ بادشاہ ہم سے جلادی کا کام لیتے ہین ان کا یہ دعوی صحیح معلوم ہوتا ہے۔ یہ لوگ چوبی منکون کی مالا پہنتے ہین۔ بعض قبائل اپنے سامنے کے دانتون مین سونے کی سوئی لگا لیتے ہین۔ باوریا لوگون کی سات جماعتین گلوٹ۔ پروارہ۔ اور راٹہور نامون سے مشہور ہیں یہ لوگ جعلی سکے بنا نیمین کمال کرتے ہین۔ ان کے آلات بہت ہی نفیس اور عمدہ قسم کے ہوتے ہین۔ جس راستہ سے کوئی قبیلہ گزرتا ہے۔ درختون پر عجیب قسم کے نشان لگا دیتے ہین۔ یا پتہرون کا ڈھیر عجیب طریقہ سے لگا دیتے ہین تاکہ ان کے ہمراہی اس سے ہدایت پذیر ہو سکین۔ بدک قبیلہ باوریون کی ایک شاخ ہے۔ ان کے رسم و رواج و اطوار ان سے بہت ملتے جلتے ہین۔

بدک لوگ بیراگیون اور کنجرون کا بھیس بدل کر پہرتے ہین۔ مگر سخت ضرورت کے وقت اور بھیس بہی بدلتے ہین۔ اور ٹولیون مین منقسم ہوکر کام کرتے ہین۔ کبھی پرندے فروخت کرتے ہین کبھی رمال بن جاتے ہیں۔ اپنے بزرگون کی روحون کو اپنی امداد کیلئے عجیب طریقہ سے بلاتے ہین۔ یہ عمل بہت تکلیف دہ ہوتا ہے۔ بدک لوگ نقب لگانے اور سرقہ کے فن مین ماہر ہوتے ہین۔ روپیہ یا زیورات یا قیمتی چیزین چراتے ہین جو باسانی اٹھائی جاسکتی ہین ان کی بائین کلائی پر تین نشان ہوتے ہین۔ جو بچپن مین گرم لوہے سے لگائے جاتے ہین۔ بدک لوگون کا یہی نشان ہے۔ اسی شناخت سے وہ باسانی شناخت کئے جاسکتے ہین۔ تیار شدہ خاص کر گیہون بہی ریل وغیرہ کی غرض سے اپنے پاس رکہتے ہین۔ جس سے بہی یہ لوگ پہچانے جاتے ہین۔ بدک لوگ مسروقہ مال کو چھپانے مین بہت ہوشیار ہوتے ہین۔ طلائی زیورات اور جواہرات اپنے حلقون کے اندر سی لیتے ہین۔ کبھی اپنے کپڑون کے اندر سی لیتے ہین۔ کبھی کھوکھلی بانس کی لاٹھیون مین بھر لیتے ہین جسے وہ ہاتھہ مین لئے ادہر اودہر پہرتے ہیں۔ بپ

کاپی نویس ہنو

آج کل جابجا مطبعون کا انعقاد اس بات کی بہت کچھہ ضرورت ثابت کر رہا ہے کہ خوشخط لکھنے والے کاتب ہون۔ افسوس کہ مسلمانون کو اس فن کی طرف بہت کم توجہ ہے جو لوگ عمر کا بہت بڑا قیمتی حصہ صرف و نحو و منطق کی معمولی کتابون مین خرچ کر دیتے ہین۔ اور پہر اس منزل مقصود تک بہی نہین پہنچتے جس کے لئے یہ محنت کیجاتی ہے۔ ہم نے بہت کم سنا ہو کہ کسی طالب علم نے اپنے صرف و نحو پڑھنے کا یہ مقصد قرار دیا ہو۔ کہ ہم قرآن و حدیث کو صحیح پڑھہ سکین۔ پس کیا یہ ضروری نہین۔ کہ بعض طالب علم فن کتابت مین کمال پیدا کرین۔ پچھلے دنون ہمین ایک کاتب کی ضرورت تھی۔ اور یہ معلوم کرکے کہ کسی احمدی بہائی کی درخواست نہین آئی بہت افسوس ہوا۔ کہ ایسے شریف فن کی طرف بہت کم خیال ہے جو ایک معمولی توجہ سے حاصل ہو سکتا ہے۔

اڈیٹر زمیندار

نے مفصلہ ذیل سطور درد دل سے لکہی ہین اور خوب لکہی ہیں۔

بیوگان کے ازدواج ثانی کی ممانعت۔ ستی کا رواج گوسالہ پرستی درختون کی پرستش۔ پیر پرستی۔ قبر پرستی اور تعزیہ داری۔ وید قرآن مجید۔ اور گرنتھہ صاحب کی تعلیم مین داخل نہین۔ مگر ہم نے ان سب کو اور ایسی بہت سی باتون کو شامل مذہب کرلیا ہے۔ مذہب کے فرائض ترک ہو جائین خدا یا پیغمبر کا انکار کر لیا جائے جھوٹ بولا جائے زناکاری کا ارتکاب ہو۔ بیگانہ حقوق غضب کئے جائین اور رشوتین لیجائین کوئی نہین پوچھتا۔ لیکن ان جدید الاشاعت و رخارج از مذہب رسوم کا مخالف ایسا مجرم ہے کہ کبھی قابل معافی نہین ہو سکتا۔

تقویم بمبئی

یہ ایک جنتری ہے جو نہایت نفیس و عمدہ کاغذ پر خوشخط چھپی ہوئی ہمارے پاس پہنچی ہے۔ اسمین اسلامی تاریخ دوسری تاریخون سے پہلے لکھنے کا التزام کیا گیا ہے جو نہایت عمدہ بات ہے۔ علاوہ ازین ہر تاریخ کے سامنے کسی نہ کسی اسلامی واقعہ کا ذکر ہے اور بہت سے معلومات ناظرین کیلئے

ضرورت مصلح

مسٹر میر مشرف الحق ایم۔ آر۔ اے۔ ایس نے مفصلۂ ذیل اشعار بیسوین صدی کی حالت کے بارے مین لکھے ہین اور پھر جس نتیجہ پر پہونچے وہ بالکل صحیح ہے۔ ہم میر صاحب کو مبارکباد دیتے ہین۔ کہ وہ جس مسیحا کو بُلاتے ہین وہ نازل ہو چکا ہے۔ اب آپکا فرض ہے۔ کہ اس کے انصار مین داخل ہون۔

سدا بہتی جاتی صدی بیسوین ہے ✽ مگر قوم اپنی جہان تھی وہین ہے
اسی طرح دو صدیان سہے گذرین ✽ ابھی خواب غفلت سے چونکی نہین ہے
وہ یون متفق گویا ٹیڑی کا دَل تھی ✽ پر اب منتشر کچھ کہین کچھ کہین ہے
ہے کچھ زیر فرمان روس و فرنگی ✽ بہت تحت انگریز و محکوم چین ہے
شیعہ سُنی دونون کا دل ایک دین ایک ✽ پر آپس مین بیفائدہ ضد و کین ہے
بہت چھن گیا اب بھی جو کچھ ہے باقی ✽ تو اس کے لئے دشمن اندکمین ہے
تمہین ناامیدی اُسے کامیابی ✽ تمہاری نظر اُس کو کم بیش بین ہے
پڑے ہین کھنڈر کے کھنڈر لاکھون ایسے ✽ جہان وحشی شہباز و شیر کمین ہے
محل اور مساجد مین ایک ہو کا عالم ✽ نہ آوازہ ودّون اور نہ اذکار دین ہے
جو اسلام پوچھو تو باؤ کتب مین ✽ مسلمان کو ڈھونڈھو تو زیر زمین ہے
نہ تیمور و بابر نہ اکبر نہ نادر ✽ نہ سبکتگین ہے نہ التمش مین ہے
مگر اب انہین یاد کرنے سے حاصل ✽ کہ خود اُن کے پوتونکی گت بدترین ہے
نہ پلے ٹکا اور نہ آمد کی صورت ✽ نہ اُن پاس کوئی لباس زرین ہے
دلِ ماندکو ہے جلا کی ضرورت ✽ نظر آتا بے روپ عکس حسین ہے
چمن مین خزان آئی بلبل سے بالکل ✽ گئی چھٹ نوا سنج اور بہر دین ہے
بشر کا سا دل ہم بھی رکھتے ہین لیکن ✽ کروڑون کا خوش ہے پر اپنا حزین ہے
ہوئی حد تنزل کی اس حد سے گذرے ✽ کہ آخر یہی ایک منزل آخرین ہے
چلا آیا ہوتا ازل سے زمانہ ✽ بدلتا سدا اگہ چنان گہ چنین ہے
زمانہ کی رفتار پہ تم بھی ہو لو ✽ کہ اب تو یہی مصلحت کے قرین ہے
کوئی کام دنیا مین مشکل سے مشکل ✽ اگر دل لگاؤ تو آسان ترین ہے
اگر کچھ کروگے تو تم دیکھ لوگے ✽ کہ اس کی جزا یہین ہے یہین ہے

مدد اے مسیحا دکھا اپنی صورت
کہ اسلام کا بس دم واپسین ہے

ضروری گذارش

جملہ خریداران خط و کتابت کرتے وقت اگر جواب منگوانا چاہین۔ تو جوابی کارڈ تحریر کرنا چاہیئے یا ٹکٹ ساتھ بھیجنا چاہیئے اور نیز نمبر خریداری بھی۔

بدر خواتین

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم۔ برادرم مکرم محترم جناب مفتی صاحب سلمہ ربکم۔ السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ۔ افسوس کہ آپنے بدر خواتین کے کالم کو جلد ہی بند کر دیا اور اس غریب فرقہ پر نظر عنایت نہ رکھی۔ مین بھی چند در چند مجبوریون کے باعث مضمون لکھنے سے معذور رہی ہون جسکی معافی چاہتی ہون۔

کل ۲۵- دسمبر کو چار بجے رات کے سخت زلزلہ آیا۔ جو چار اپریل والے زلزلے سے شائد ہی کچھ کم ہوگا ان دنون دنیا مین عجیب اندھیر مچا ہوا ہے اور خدا کے پیارے سچے مسیح کی صداقت کی شہادت زمین و آسمان بڑے زور و شور سے دے رہے ہین۔ قحط سالی نے تباہ برباد کر دیا ہے۔ لوگ گھرون سے بیخانمان ہو کر نکل گئے ہین۔ ہزارون آدمی بھوکون مر رہے ہین۔ کوئی پرسان حال نہین۔ اس پہ سردی کی یہ شدت کہ الامان شان ایزدی کہ قحط ایسے وقت مین پڑا۔ کہ نہ لوگون کو پیٹ بھرنے کو روٹی ملتی ہے نہ تن ڈھکنے کو کپڑا۔ سال کا عرصہ گذر گیا کہ بارش کی بوند نہین گری۔ زمین جل گئی چارہ نایاب ہو گیا۔ مویشی سخت تنگ ہو رہے ہین۔ حضرت اقدس کے زلزلہ والے الہام کو اس قحط نے اچھی طرح منور و روشن کر دیا۔ تلخ کے دونون معنے کیسے پورے ہوئے۔ اے مخالفو آؤ اور آنکھین کھولو اور دیکھو کہ اس برگزیدہ کی باتین کس طرح خدا پوری کرتا ہے۔ بہت سی خلقت کو طاعون نے نوش جان کیا اب جو باقی بچی۔ اوسے قحط نگل رہا ہے۔ پھر کل والے زلزلے نے خداوند عزوجل کی ہیبت جبروت اور جلالت کا نقشہ پیش نظر کر دیا۔ اور بتلا دیا کہ مین ایسا غنی اور بے پرواہ ہون۔ اگر چاہون تو دنیا کو ایک پل مین نیست و نابود کر دون۔ ان عذابون کا آنا بھی اس وقت ضروری تھا۔ کیونکہ دنیا کو گناہ نے سیاہ کر دیا اور مسلمانون کا پیارا اسلام تو صرف زبانون تک ہی محدود رہ گیا۔ بے تحاشا سود کو جائز قرار دے لیا۔ بھر سر عام نمازون مین تخفیف مانگی۔ شراب کو جب تک نشہ نہ دے حلال تصور کر لیا۔ عہد شکنی عام ہو گئی۔ دغا مکر فریب اور رشوت ستانی سے روپیہ اکٹھا ہونے لگا۔ بھائی ایک دوسرے کے خون کے پیاسے ہو گئے اس پہ طرہ یہ کہ سب باتین تہذیب اور شائستگی خیال کی جانے لگین۔ اے لوگو! انصاف سے کہدو کہ اب اس ملک کی حالت عرب کی اس حالت سے جو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ سے پیشتر تھی۔ کچھ بھی کم ہے؟ اگر اس پُر آشوب زمانہ مین مسیح نہ آتا۔ تو پھر کونسا وقت اس کے آنے کا تھا۔ اسلام کی نازک حالت کا مولانا حالی نے اس طرح خاکہ کھینچا ہے۔ ؎

جہان زہر کا کام کرتا ہے باران ✽ جہان آکے دیتا ہے ابر نیسان
نہین تازگی کا کہین نام جس پر ✽ ہری ٹہنیان جھڑ گئین جکی جل کر
نہین پھول پھل جسمین آنے کے قابل ✽ ہوئے روکھ جس کے جلانے کے قابل
یہ آواز پیہم یہان آرہی ہے ✽ کہ اسلام کا باغ ویران یہی ہے

یہ قاعدہ کلیہ ہے۔ کہ جب موسم خزان بوٹون کو جلا دیتی ہے۔ تو پھر جلدی ہی موسم بہار کو ان کے سرسبز کرنے کا حکم ہو جاتا ہے۔ جو کہ ان مین از سر نو روح پھونک دیتی ہے۔

جبکہ خدا کا پیارا دین ایسی نزع کی حالت پہ تھا تو ضروری تھا کہ غیور خداوند کا دریائے رحمت جوش مارتا۔ اور کسی اپنے نیک بندہ کے ذریعے اس کی دستگیری کرتا۔ جیسا کہ وہ ہمیشہ مذہبون کو کفر شرک اور نافرمانی کی گندگیون اور آلائشون سے پاک کرتا آیا ہے۔

غور کا مقام ہے۔ کہ اگر مولانا حالی صاحب کو یہ خبر ہوتی۔ کہ سر سید احمد خان صاحب مُنجی ہین۔ تو کبھی اُن کی قلم سے ایسے دردناک الفاظ نہ نکلتے۔ کیونکہ جب انہین قطعاً مایوسی ہوئی تو یہ کہا کہ ؎

نہین پھول پھل جسمین آنے کے قابل ✽ ہوئے روکھ جس کے جلانے کے قابل

مگر چونکہ سید احمد خان مرسل نہین تھے۔ اور نہ ان کے ساتھ تائید ربانی تھی وہ دنیا کی بہتری

کی ہی تجویزین کرتے رہے - اور ساری عمر مین ایک بھی ایسا سچا جان نثار دین کا خادم نہ تیار کر سکے جیسا کہ اس فرستادہ خدا نے تھوڑے ہی عرصہ مین چار لاکھ بنادیا ہے - ان خانقاہون کے سجادہ نشینون پر جو کہ لاکھون ہندوٗن اور مسلمانون کا مرکز گنی جاسکتی ہین - مورخہ ۱۲ - دسمبر کے وکیل مین کسی منصف مزاج نے کچھہ ریمارک کئے ہین جن کا یہان درج کرنا ضروری جانتی ہون

نامہ نگار مذکور لکھتا ہے کہ ہندوستان مین زیادہ فیوض پھیلانے والے حضرت خواجہ معین الدین چشتی ہین - جن کی روحانیت اور حقانیت کا جھنڈا سب سے پہلے ہندوستان مین آیا - آج ان کی اولاد کو دیکھیے - اپنے جد بزرگوار کے فرائض سے کوسون دور بلکہ برعکس اعمال ظاہر کرتی ہین اولادین دو قسم کی ہوتی ہین - ایک روحانی اور ایک جسمانی جسمانی اولاد کا یہ عالم ہے - کہ سجادہ نشین صاحب کو شاید ہی خبر ہوگی - کہ ہمارے دادا صاحب وضو کیون کر کرتے تھے - اشغال خاص کا تو کیا ذکر بیچارے رات دن مین گاؤن کی آمدنی جلدی سے خرچ کر ڈالنے کی فکر مین مصروف رہتے ہین - اگر ان کو کم از کم صرف فقرا اور مشائخ کی حالت درست کرنی آتی - تو بہت مفید کام کر سکتے تھے اب رہے متولی صاحب اور خدام وہ سب سے زیادہ نورًا علےٰ نور ہین - متولی صاحب کی خانگی پیچیدگیان اور خدام کی خانگی خواہشین اس حد تک ناگوار ہوگئی ہین - کہ ایک ہندو مینیجر مقرر ہوگیا گیا۔

یہ وہ خانقاہین ہین جو کہ کعبہ ہند کہی جاسکتی ہین -

یہ تو جسمانی اولاد کا حال ہوٗا - اب روحانی اولاد کو لیجیے حضرت خواجہ کے جانشین حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی دہلوی ہوئے - ان کی درگاہ جائیے اور خدام کی حالت ملاحظہ فرمایئے - کون کہہ سکتا ہے - کہ اس بزرگ کے خادم ہین - جو کہ صبر اور توکل مین اعلےٰ درجہ رکھتے تھے - ممکن نہین کہ کوئی زائر صحیح سالم زیارت کر سکے - خواجہ قطب کے جانشین حضرت بابا فرید الدین گنج شکر جن کا مزار پاک پٹن مین ہے - خانقاہ مین گاؤن جاگیر سب کچھہ ہے - مگر اس لئے کہ نہین کہ مسلمانون یا فقرا کی دینی یا دنیاوی ضرورتون مین کام آوے بلکہ غالبًا اس لئے وقف کی گئی ہے - کہ سجادہ نشین بہت سے گھوڑے پالین شیدو قین خریدین - غریب جانورون کا روز شکار کرین - حضرت بابا صاحب تو جنگل کی گھاس پہ گذارہ کرتے تھے - اولاد جنگل کے پیارے پیارے جانورون کو فنا کر کے دل خوش کرتی ہے -

بابا صاحب کے تین خلیفے بڑے مشہور ہوئے حضرت خواجہ نظام الدین محبوب الٰہی - حضرت قطب جلال الدین ہانسوی - حضرت علاؤ الدین صابر کلیری اول بزرگ کی درگاہ پہ جایئے - پس وہی عالم تبرک فروشی کا نظر آئے گا - میان حسن نظامی نے کچھہ پڑھ لکھہ لیا ہے - وہ تو رات دن علی گڈھہ پارٹی مین مستغرق ہین - جو کام ان کے کرنے کا تھا اُس سے کوسون دور -

دوسری درگاہ ہانسی مین ہے - سجادہ نشین عبدالحکیم صاحب سب جاگیر ہندوٗن کو عنایت فرما چکے - اب بیچارے خود حیران اور پریشان ہین مسلمانون کی کیا خاک خدمت کرین گے -

تیسرے صابر صاحب ہین - اُن کے جانشین دُنیا سے نرالی طبیعت رکھتے ہین - اپنے مشائخ پر اگر اثر ڈالنا چاہتے ہین - تو یہ کہ سب ہمارے نذر گذار بن جاوین - اور بس - ایسے عظیم الشان فرض کی تکمیل مین مجبور ہین - کہ اسلامی خدمت کی فرصت نہین ملتی حضرت خواجہ نظام الدین اولیا کے نظامیہ سلسلہ کو آخر تک دیکھہ جایئے - اس وقت اپنی شمیلین صرف پنجاب مین ہین - جو بہت مشہور ہین - مہاران علاقہ بہاولپور - تونسہ - ضلع ڈیرہ غازی خان - چاچڑان علاقہ بہاولپور - گولڑہ ضلع راولپنڈی - سیال ضلع شاہ پور -

تونسہ کا یہ عالم ہے - کہ چچا بھتیجے مین صرف اسی بات پہ لڑائی ہے - کہ مصلے پر کون بیٹھے اور نماز پہلے کون پڑھے - کچہریان گرمائی جاتی ہین اور حضور قدوۃ السالکین مولانا شاہ .. ... ڈپٹی کمشنر صاحب اور صاحب کمشنر بہادر اور لفٹنٹ گورنر صاحب سے داد طلب کی جاتی ہے - اگر ان آستانون سے کچھہ فیض ملا - تو عجب نہین - کہ مسلمانون کو بھی کچھہ دیا جاوے - چاچڑان مین ایک لاکھہ کی جاگیر ہے اور محمد بخش صاحب سجادہ نشین ہین - یاد الٰہی مین ہمیشہ مستغرق رہتے ہین -

سُنا ہے کہ سولہ آدمی کھانا پکانے پر نوکر ہین اسپر بھی کم بخت رات کاٹے نہین کٹتی - بیاری صورت کا قوال زادہ حسین خزانہ کا داتا ہے - اس کو موج آگئی - تو شاید مسلمانون کا بیڑا پار ہو جاوے

مہاران کے صاحب سجادہ محمد یوسف البتہ نیک ہین گولڑہ والے پیر مہر علی شاہ بھی بہت لائق بہت مفید اور بہت ہی کارآمد ہین - ایک محدود دائرہ مین چلتے ہین تاہم کچھہ کرتے ہین - رہ گئے سیال والے میان محمد الدین صاحب سو وہ بیچارے چپ چاپ آدمی ہین - پیر ہین قابل تقلید - کاش! اپنے سینکڑون عالم مریدین کو خدمت اسلام کے لئے مقرر کرین -

صابریہ سلسلہ کے صوفی بڑے نعیم تمیم پیر ہین - کہتے ہین لاکھون روپیہ جمع ہے اور ہوتا جاتا ہے - مگر نہ دین کے لئے نہ دنیا کے لئے - بلکہ اپنا جی خوش کرنے کے لئے -

بریلی مین نظامیہ سلسلہ کے پیر ہیتے میان صاحب ہین جو حقیقت مین علوم ظاہر باطن مین لاثانی ہین - مگر نام کا اثر کبھی ظاہر ہو جاتا ہے - تو سیر و شکار مین اوقات بسر ہوتی ہے -

سلول مین بھی نظامیہ خاندان کی مشہور خانقاہ ہے اور دستور زمانہ کے مطابق مقدمہ بازی کی بلا مین سب گرفتار ہین -

اورنگ آباد دکن مین نظامیون کی ایک مشہور خانقاہ ہے - ہزارہا روپے کی جاگیر ہے - مگر خانقاہ مین خاک اڑتی ہے مسجد مین کتے لوٹتے ہین اور غلیظ کرتے ہین - خاص درگاہ کی یہ صورت دیکھیے - تو نفرت آتی مگر پیرزادہ صاحب کی رنڈی کی قبر پر نہایت تکلف ساز و سامان ہین اور وہ محض اس لئے کہ رنڈی نے شاہ صاحب کی بڑی دلداری کی تھی - درگاہ و مسجد سے کیا فائدہ ان کو پہونچا جو ان کی خدمت کرتے صرف اتنا احسان ہے کہ اس کی طفیل چند ہزار روپے سالانہ ملجاتے ہین -

انہی حضرات کا ذکر ہے - کہ ایک بار پنجاب مین تشریف لے گئے - رنڈیان ہمراہ تھین - مریدین کو حکم تھا - کہ انکی ڈولیان کندھون پر اٹھاؤ - بیچارے عقیدت کے مارے مُرید حکم بجالائے - اور پیر جی نے رنڈیون کو اپنی عظمت کا اثر دکھایا -

(باقی آیندہ انشاء اللہ تعالیٰ)

مفصلہ ذیل کُتب دفتر بدر ایجنسی سے خریدو

ظہور المسیح

یہ کتاب ۱۵۰ صفحے حجم کی قاضی محمد ظہورالدین صاحب اکمل آف گولیکی نے تصنیف کی ہے جس میں مسیح موسوی کی وفات اور مسیح محمدی کی صداقت کو دلائل عقلیہ و نقلیہ سے ثابت کیا گیا ہے۔ اور مخالف کتابوں مثل سیف چشتیائی درہ درانی کو زیر نظر رکھہ لیا گیا ہے اور بطور ضمیمہ وعد الدین امنوا منکم پر لطیف تفسیر لکھی ہے جس میں سے سن ظہور المسیح بھی نکالدیا ہے۔ کتاب کے متعلق حضرت مخدوم الملۃ مولانا عبدالکریم رضی اللہ عنہ کی جو رائے تھی وہ نقل کیجاتی ہے۔

میںنے ظہور المسیح کا مسودہ پڑھا ہے مجھے خوب یاد ہے کہ میں پڑھتے پڑھتے دل کے تواجد اور تراقص کو ضبط نہیں کر سکتا تھا اور ہمارے سلسلہ کی کتابوں کے مضامین کو ایسے طور سے ایک جگہ جمع کیا ہے کہ اس سے زیادہ آسان تدبیر اس قدر مضامین متفرقہ کو حافظہ کی الماری میں جمع کرنیکی ممکن نہیں۔ بہت سے مضامین نئے بھی ہیں جو مولف کی جودت طبع اور رزانت فہم کی کافی دلیل ہیں میرے نزدیک ہمارے بہائیوں کو ایسی جامع کتاب کے وجود سے بہت بڑا نفع پہونچیگا۔ میری دلی آرزو ہے کہ یہ کتاب حلیۃ الطباع سے آراستہ ہو کر ایک جہان پر اور ایک جہان کیلئے حجت ٹھہر جائے۔ خداتعالیٰ ہمارے عزیز اور قابل فخر دوست قاضی محمد ظہورالدین صاحب اکمل کو عافیت جسمانی اور روحانی سے بہرہ کافی عطا فرمائے۔ قاضی صاحب نے نہ صرف احمدی قوم کو اس بینظیر خدمت سے مرہون منت کیا ہے بلکہ اپنی ناگزیر اور مرد آزما سفر لوں کیلئے کافی زاد جمع کر لیا ہے۔ والسلام۔ خاکسار عبدالکریم۔

نوٹ میرے مخدوم و محسن مولوی نورالدین صاحب میری رائے سے متفق ہیں۔ عبدالکریم۔

یہ کتاب ۷ر قیمت علاوہ محصولڈاک پر دفتر بدر سے ملسکتی ہے۔

درثمین

مصنفہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام حضرت اقدس کی اب تک کی نظمیں اس میں مندرج ہیں اور ایسے طریق سے چھاپی گئی ہے کہ آئندہ جو نظمیں ہوں وہ بھی اس کے ہمراہ شامل ہو سکیں گی۔

طریقہ احمدیہ

مصنفہ اکمل آف گولیکی۔ اس منظوم پنجابی رسالہ میں تمام احمدیہ عقائد و نماز روزہ کے مسائل کا بالدلائل ذکر ہے صرف ۵۰ جلدیں باقی ہیں قیمت فی جلد ا ر

جنگ مقدس

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام اور عبداللہ آتھم کا مباحثہ اس میں ہے امام نے صرف قرآن مجید سے موجودہ عیسائی مذہب کا ابطال کر دیا ہے اور قابل دید ہے

الوصیۃ

مصنفہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام حضرت اقدس نے وصیت میں اپنا مذہب بیان کیا ہے اور مریدوں کو دین اور مقبرہ بہشتی کے متعلق ضروری ہدایتیں دی ہیں۔ قیمت ۲ر

غلامی اور عصمت انبیاء

ریویو آف ریلیجنز کے متفرق مضامین شیخ احمد دین صاحب پنشنر سابق ہیڈ نقشہ نویس پشاور نے بہ اجازت صدر انجمن احمدیہ قادیان بہت عمدہ چھپوا کر اس کارخانہ میں برائے فروخت ارسال کیے ہیں۔ متفرق مضامین کو یکجائی طور پر بہت عمدگی سے جمع کیا گیا ہے۔ قیمت غلامی ۳ر عصمت انبیاء ۲ر

سر الشہادتین

مصنفہ مولانا مولوی محمد احسن صاحب فاضل امروہی۔ سورہ یٰسین سے پیشگوئی کے رنگ میں صاحبزادہ عبداللطیف صاحب رضی اللہ عنہ کابل کی شہادت کے واقعات ثابت کئے ہیں۔ نہایت لطیف کتاب ہے اسکو نکات رو پڑ کو بھی گران نہیں۔ قیمت ۱ر

البرہان الصریح فی تائید المسیح

مصنفہ حضرت مولانا سید محمد سرور شاہ صاحب۔ قیمت ۱ر

حیرت کی حیرانی

مصنفہ ماسٹر عبدالعزیز صاحب مسیح موعود کی تائید میں قیمت ہر دو جلد ۹ر

نظم مستورات کیلئے

مستورات کے لہجہ پر قیمت ۱ر

شام شہادت

مصنفہ جناب ثاقب صاحب مولوی عبداللطیف صاحب شہید مرحوم کا جانسوز مرثیہ ۱ر

کاسر احمدی

مصنفہ غلام رسول پنجابی نظم قیمت ۱ر

آنہ ڈکشنری

طالب علموں کے لئے نہایت مفید ہے۔ قیمت ا ر

کاسر احمدی

الہ داد والے قیمت ۱ر

سراج الحق

مصنفہ پیر سراج الحق صاحب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کی تائید امام ابوحنیفہ کے مذہب کے رو سے بہت سی لطیف لکھی ہیں۔ قابل دید ہے۔ حصہ چہارم و پنجم۔ قیمت ۴ر

رویائے صالحہ

مصنفہ منشی محمد اسمٰعیل صاحب سیالکوٹی ان نشانات کا ذکر جو مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کے وجود باجود کے لئے ضروری ہیں۔ قیمت ۴ر

رسید زر

- نمبر ۲۷۴۱۱ منشی عبدالحی خانصاحب ...... عہ
- نمبر ۷۱۵۵ منشی عبدالحمید خانصاحب — عہ
- نمبر ۲۶ ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب — للعہ
- منشی محمد اروڑا — ہے
- ڈاکٹر فیض قادر صاحب بحساب فضل قادر — عہ
- نمبر ۶۱۶ منشی ولی محمد صاحب — عہ
- نمبر ۲۰ شیخ محمد اسمٰعیل صاحب — صہ
- نمبر ۱۱۳ منشی عبدالرحیم محمد اسمٰعیل صاحب — للعہ
- نمبر ۵۸۴ چودھری نذر محمد صاحب — للعہ
- نمبر ۱۵۷۵ ملک غلام محمد صاحب — عا
- نمبر ۷۹ بابو برکت علی صاحب — للعہ
- نمبر ۲۲ مولوی محمد فضل صاحب — عہ
- نمبر ۱۵۱۳ اکبر علیخان صاحب — عا
- نمبر ۱۲۱۳ مولوی عبدالعزیز خانصاحب — عا
- نمبر ۱۵۶ عمرالدین صاحب کمپونڈر — عہ
- نمبر ۱۲۸۸ حیدر علی صاحب — عہ
- نمبر ۲۴۷ گلن خانصاحب — للعہ
- نمبر ۱۴۱۳ منشی عبدالمجید صاحب — للعہ
- نمبر ۱۹۰ مولوی فضل احمد صاحب — للعہ
- نمبر ۲۶۱۱ احمد علی خانصاحب — عہ
- نمبر ۹۶۴ شیخ عبدالمجید صاحب — عہ
- نمبر ۱۸۶۴ سید وارث شاہ صاحب — عا
- نمبر ۱۸۷۲ شمس الدین صاحب
- نمبر ۱۶۰۴ عبدالحق صاحب
- نمبر ۱۰۸۴ ڈاکٹر محمد الدین صاحب
- نمبر ۱۸۱۴ مولوی کرم دین صاحب
- نمبر ۴۹۶ عمرالدین وغیرہ
- نمبر سید محمد عمر صاحب
- نمبر ۱۴۱ سید ارجن شاہ صاحب
- نمبر ۱۰۷۳ حکیم مفتی محمد بخش صاحب
- نمبر ۱۷۴۳ منشی محمد الدین صاحب
- نمبر ۱۷۶۳ میران بخش صاحب
- نمبر ۵۳۵ میاں دوہا وے خانصاحب — عہ
- نمبر ۱۶۰۶ عطاءاللہ صاحب — للعہ
- نمبر ۱۷۸۶ محمد ابراہیم صاحب — عہ

بدر پریس قادیان میں میاں معراج الدین عمر کیلئے چھپکر شایع ہوا